TB/ IX/ 2016/ 400 (U)

IX

اردو

KERALA READER
URDU
STANDARD IX

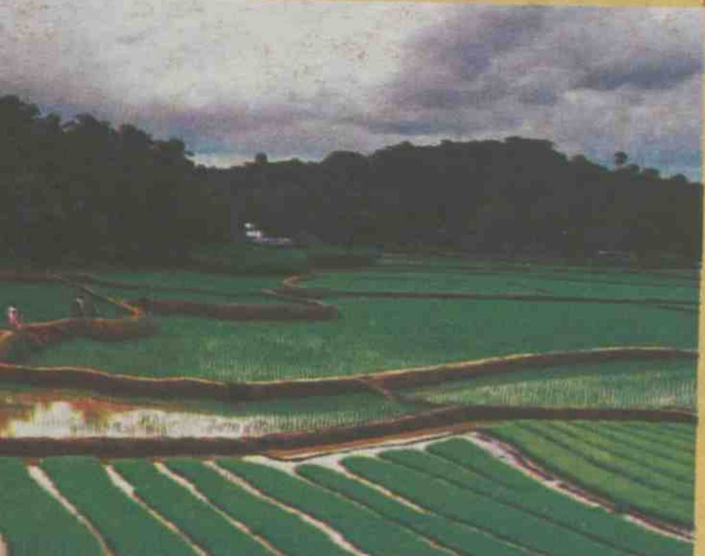

Government of Kerala
Department of Education

آئینِ ہند

(حصہ چہارم (A))

بنیادی فرائض :

۵۱ A بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ

آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں' قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔

ان اعلیٰ مقاصد کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

بھارت کے اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرکے ان کا تحفظ کرے۔

ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے، قومی خدمت انجام دے۔

مذہبی' لسانی اور علاقائی وطبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اسے برقرار رکھے۔

قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے، بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

دانشورانہ رویّے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیق و اصلاحی شعور کو فروغ دے۔

قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔

تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے اور متواتر ترقی سے کامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرم عمل رہے۔

جو والدین یا سرپرست ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ بچّوں کو جن کی عمر چھ سال اور چودہ سال کے درمیان ہے تعلیم کے مواقع فراہم کریں۔

کیرالا ریڈر
اردو
نویں جماعت

Kerala Reader
URDU
Standard
IX

GOVERNMENT OF KERALA
DEPARTMENT OF EDUCATION

Prepared by
State Council of Educational Research and Training (SCERT)
Kerala.
2016

قومی ترانہ

جن گن من ادھی نایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اتکل بنگا
وندھیہ ہماچل یمنا گنگا
اچھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے
تواشبھ آشش ماگے
گاہے تو ا جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیہ ہے جیہ ہے جیہ ہے
جیہ جیہ جیہ جیہ ہے!

عہد نامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔تمام ہندوستانی میرے بھائی اور بہن ہیں۔میں اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اس کے متنوع اور بیش بہا ورثے پر فخر ہے۔میں ہمیشہ اس کے شایانِ شان بننے کی کوشش کروں گا۔میں اپنے والدین، اساتذہ اور بزرگوں کا ادب کروں گا اور ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤں گا۔میں اپنے ملک اور لوگوں سے عقیدت کا عہد کرتا ہوں، ان کی بھلائی اور خوش حالی میں میری خوشی مضمر ہے۔

Prepared by:
State Council of Educational Research & Training (SCERT)
Poojappura, Thiruvananthapuram-12, Kerala
E-mail : scertkerala@gmail.com
©
Government of Kerala
Department of Education
2016

پیارے بچّو !

نویں جماعت میں آپ کا استقبال ہے۔

لیجیے! نویں جماعت کی درسی کتاب 'کیرالا ریڈر اردو' آپ کے سامنے حاضر ہے۔ یہ آپ کی دلچسپی اور آپ کے آس پاس کے ماحول کو نظر میں رکھ کر تیار کی گئی ہے۔ جس میں اچھی کہانیاں، دلکش نظمیں، غزلیں اور دلچسپ تعلیمی سرگرمیاں وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے ذریعے دوسروں سے گفتگو کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکتے ہیں، اپنے دل کی بات ظاہر کر سکتے ہیں اور اس طرح آپ اپنی ذہنی صلاحیتیں بھی ابھار سکتے ہیں۔

امید ہے کہ کیرالا کے ماحول کے مطابق تیار کی گئی یہ کتاب ایک حد تک آپ کی تعلیمی ضروریات پوری کرے گی اور اس کی مدد سے آپ اردو پڑھنے لکھنے اور بولنے میں مہارت حاصل کر سکیں گے۔

ڈاکٹر پی۔اے۔ فاطمہ
ڈائریکٹر
ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی
کیرالا

Text book Development Committee
Urdu - Standard IX

Members

Abdu Nazir Kuyyil, HSA Urdu, GHSS Vazhakkad, Malappuram.
Basheer .N, Teacher Educator, Govt.TTI Malappuram.
Faisal V.P, HSA Urdu, GJHSS Naduvattam, Palakkad.
Ibrahimkutty.P.M, HSA Urdu, NMHSS Thirunavaya,Malappuram.
Ahammed Kutty Kalathil, Rtd. GHSS Thanoor, Malappuram.
Muhammed I., HSA Urdu Trissur.
Musthafa P.M, HSA Urdu, BHSS Mavandiyur, Malappuram
Muhammed Sali.M.K, BPO BRC, Kasaragod.
Rukhiya C.P, HSA Urdu, GGHSS Kannur.
Saleem MP, HSA Urdu, TIHSS Nairmarmoola, Kasaragod.
Shihabudheen P, HSA Urdu, VMCGHSS Wandoor Malappuram.

Experts

Dr. Abdul Gaffar P, (Rtd.)HOD Urdu, Govt.College Malappuram
Dr. Apseer Pasha HOD Urdu NAM College Kallikandy, Kannur,Kerala
Dr. Mohd. Nisar Ahammed, Asst. Professor . Dept of Urdu, SV University Tirupati
N. Moideen Kutty, (Rtd.)Research Officer, SCERT, Thiruvananthapuram.
Dr.Nakulan, HOD, Dept of Urdu, SSUS Koyilandy. Kozhikkode
Dr. Syed Sajjad Hussain, Chairman & Prof. of Urdu, University of Madras Chennai
Dr. Syed Khaleel Ahamed, Prof. & HOD KUVEMPU University, Sahyadri, Shimoga

Artists

Devarajan P, Drawing Teacher, GHSS Neeleswaram, Kozhikkode.
Madhavan VP, Drawing Teacher, GTTI (Men) Kozhikkode.

Academic Co-ordinator

Dr. Faisal Mavulladathil
Research Officer, SCERT, Thiruvananthapuram.

State Council of Educational Research and Training (SCERT)
Vidyabhavan, Poojappura, Thiruvananthapuram - 695 012

ایک نظر میں.....

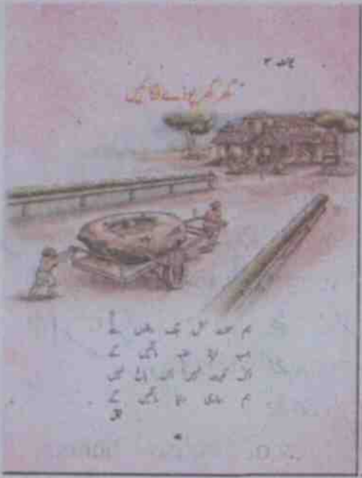

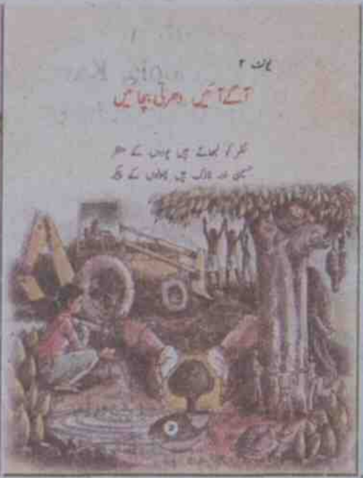
آگے آئیں دھرتی بچائیں

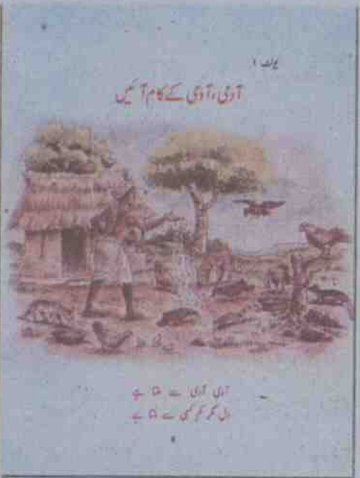
آدمی، آدمی کے کام آئیں

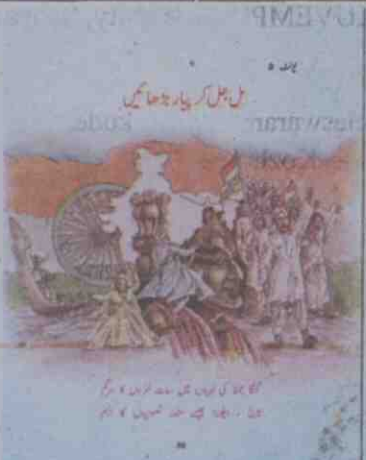
مل جل کر پیار بڑھائیں

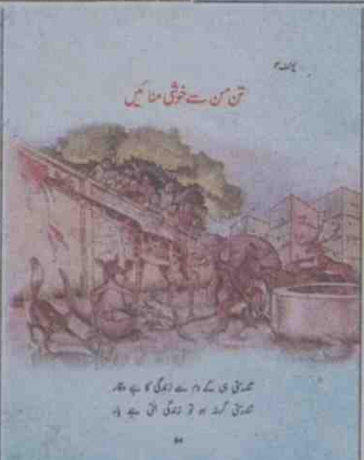
تن من سے خوشی منائیں

فہرست

یونٹ ۱ آدمی، آدمی کے کام آئیں

۱)	دل کی آنکھیں	نظم	09
۲)	صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے	گفتگو	12
۳)	امتحان	افسانہ	16
۴)	مٹی کا دیا	نظم	23

یونٹ ۲ آگے آئیں دھرتی بچائیں

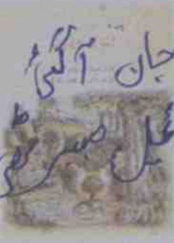

۱)	بوندوں کی جھجھاہٹ	بیانیہ	28
۲)	برسات کی پہلی گھٹا	نظم	32
۳)	اسکاٹ لینڈ کا راجا	کہانی	35
۳)	اور بھی سیارے چاہیے	خط	42

یونٹ ۳ گھر گھر پودے لگائیں

۱)	کاٹو کھیتاں کاٹورے	نظم	47
۲)	روٹیاں مزیدار ہیں	گفتگو	51
۳)	پوس کی رات	افسانہ	54
۴)	بیساکھی	ڈرامہ	59

یونٹ ۴ تن من سے خوشی منائیں

۱) زندگی کا لمحہ	نظم	65
۲) مچھر گئے بیماری گئی	تقریر	68
۳) لا جواب جوتے	کہانی	71
۴) دانتوں سے قبر کھودتا ہے	گفتگو	75

یونٹ ۵ مل جل کر پیار بڑھائیں

۱) آنکھ کا نور	نظم	81
۲) آخری چراغ	مضمون	86
۳) آزادی کا سِپہ سالار	خاکہ	91
۴) دل سے پیارا	نظم	95

یونٹ ۱۰

آدمی، آدمی کے کام آئیں

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

دل کی آنکھیں

حسبِ معمول بھگوان داس نے اپنی کشتی کو سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیا۔ جال پھینکتے پھینکتے وہ تھک گیا تھا۔ لیکن ایک بھی مچھلی اس کے جال میں نہ پھنسی۔

''اے بھگوان! آج یہ کیا ہوا؟ میں کیا کروں! ماں کے لیے دوا کیسے خریدوں؟ بیٹی ساوتری کے امتحان کی فیس کیسے ادا کروں؟'' وہ سوچنے لگا۔

صبح دوپہر میں اور دوپہر شام میں ڈھلنے لگی۔ چاروں طرف اندھیرا چھانے لگا۔ مایوس ہو کر بھگوان داس گھر واپس آیا۔ ہاتھ منہ دھو کر گھر میں داخل ہوا۔ برآمدے میں اس کی بیوی بھاگمتی اور بیٹی ساوتری دیا جلا کر پوجا کر رہی تھیں۔

گلشن میں رنگ تیرا ہر گل میں تیری بُو ہے
ہر سمت تیرا جلوہ ہر شے میں تُو ہی تُو ہے
جس کی ہو کوئی حاجت تجھ سے ہی مانگتا ہے
محتاج بھی ترا ہے حاجت روا بھی تو ہے
جلووں سے اپنے یا رب یہ دل بھی جگمگا دے
مجھ کو ازل سے تیرے جلووں کی آرزو ہے
دنیائے رنگ و بو سے مجھ کو غرض ہی کیا ہے
تیری ہی جستجو ہے تیری ہی آرزو ہے
جس کے لیے تو نازاںؔ در در بھٹک رہا ہے
لے کھول دل کی آنکھیں وہ تیرے روبرو ہے

نازاںؔ جمشید پوری

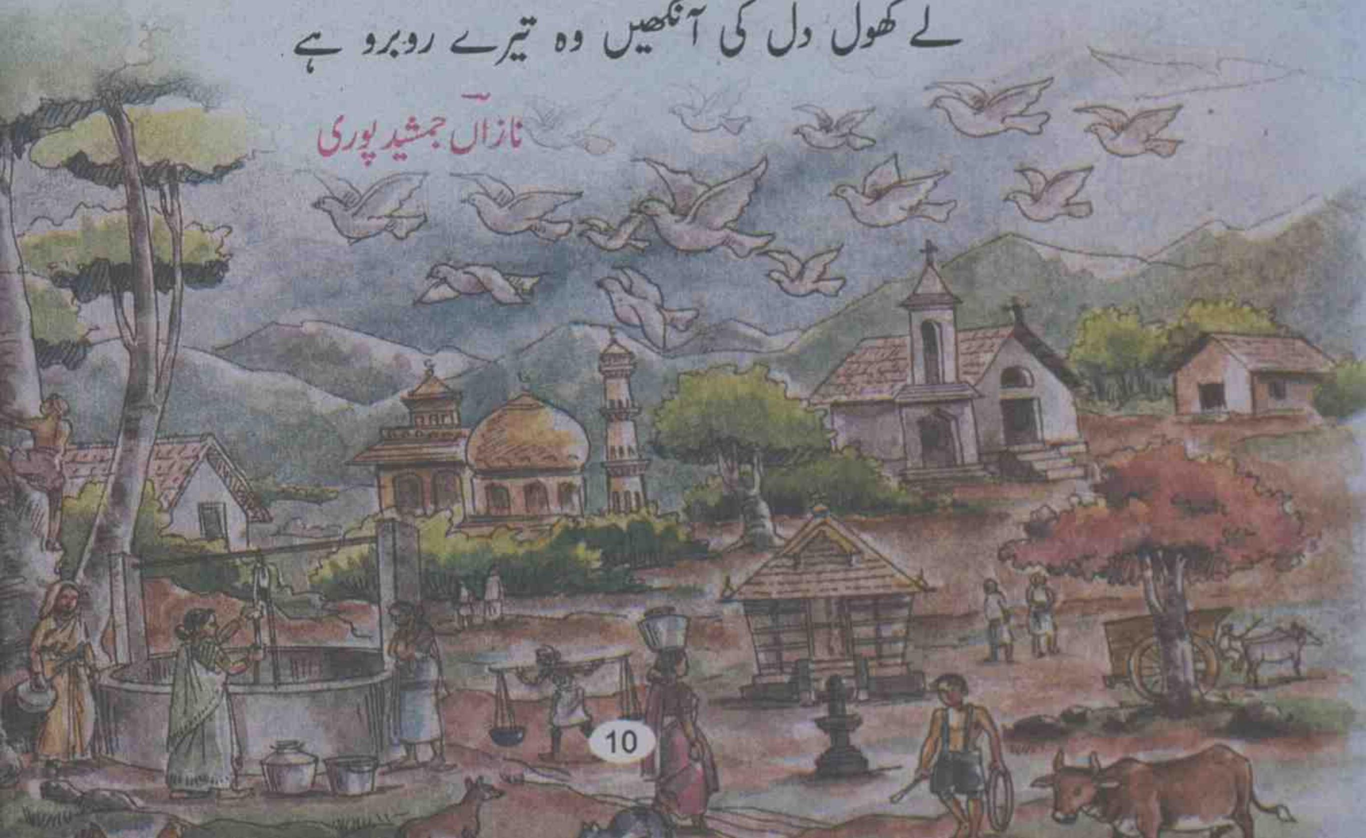

☆ یہ دعائیہ نظم ترنّم کے ساتھ مل کر گائیں۔

☆ نیچے دیا ہوا شعر غور سے پڑھیے۔

دنیائے رنگ و بو سے مجھ کو غرض ہی کیا ہے
تیری ہی جستجو ہے تیری ہی آبرو ہے

اس میں ''دنیائے رنگ و بو'' سے شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟ دو تین جملوں میں لکھیے۔

☆ اس شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

جس کے لیے تو نازاں در در بھٹک رہا ہے
لے کھول دل کی آنکھیں وہ تیرے روبرو ہے

☆ بچّو، اس طرح کی اور بھی کئی دعائیہ نظمیں ہیں۔
ان کو جمع کیجیے اور پسندیدہ کسی ایک نظم کو ترنّم کے ساتھ پیش کیجیے۔

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے

رات کا کھانا کھا کر بھگوان داس سونے گیا۔

سارا دن دھوپ میں کام کرتے کرتے وہ تھک گیا تھا۔ پھر بھی اس کو نیند نہیں آئی۔

اتنے میں اس کی بیوی گھر کے کام کاج سے تھکی ہاری کمرے میں آئی۔ رات میں جب بال بچّے سو جاتے تو آدھی رات تک اکثر دونوں میاں بیوی بیٹھ کر آپس میں گھر کے سکھ دکھ کی باتیں کیا کرتے تھے۔ بھاگمتی گھر کے سکھ دکھ میں ہمیشہ اپنے شوہر کا ساتھ

دیتی تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی کہنے لگی۔

یہ کیا سوچ رہے ہیں میرے سرتاج! اب تک نیند نہیں آئی کیا؟

نیند کیسے آئے گی بھاگی؟ آگے دیوالی کی رات آئے گی نا؟ ہم کیسے دیے جلائیں گے؟

ہمارے آنسوؤں سے دیپ جلا سکتے ہیں کیا؟

آپ اتنے اداس کیوں ہیں؟ دل و دماغ کا سکون کیوں برباد کرتے ہیں؟

زندگی میں ایسی مشکل گھڑیاں آتی ہی رہتی ہیں میرے سرتاج! بھاگمتی نے نرمی سے کہا۔

ہم کیسے سکون سے بیٹھیں گے بھاگمتی؟ اگلے مہینے میں ساوتری کا امتحان ہے۔ اب تک اس کی فیس ادا نہیں کر سکا ہوں۔ بیٹی ہر دن ضد کرتی رہتی ہے۔

آپ صبر کیجیے۔ بھگوان ہمارے لیے کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالے گا۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو بھاگمتی؟ بھوکے پیٹ کیسے صبر ہوگا؟

دکھاوے کی عزّت اور شرافت سے کیا فائدہ! دوسروں کی طرح ہمیں بھی آرام چاہیے۔ پیٹ بھر کھانا چاہیے! آخر کب تک ہم اپنے ارمانوں کا گلا گھونٹتے رہیں گے؟

☆ آگے دیوالی کی رات آئے گی نا؟ ہم کیسے دیے جلائیں گے؟ ہمارے آنسوؤں سے دیپ جلا سکتے ہیں کیا؟ بچّو، بھگوان داس اپنی بیوی سے کیا کہنا چاہتا ہے؟ اپنے الفاظ میں واضح کیجیے۔

اپنا پیٹ جانور بھی بھر لیتے ہیں نا؟ آدمی وہی ہے جو آدمی کے کام آئے۔ خدا سے دعا کیجیے کہ اپنا کھانا شریفانہ رہے۔ جھوٹ، چوری اور رشوت سے پاک رہے۔ ہماری تھوڑی بہت ایمانداری اور صبر و رضا کے سبب لوگ ہماری عزّت کرتے ہیں۔ ورنہ ہمیں کون پوچھتا؟ بھاگمتی نے بڑی عاجزی سے اپنے شوہر کو یاد دلایا۔

☆ ''اپنا پیٹ جانور بھی بھر لیتے ہیں نا؟ آدمی وہی ہے جو آدمی کے کام آئے۔

خدا سے دعا کیجیے کہ اپنا کھانا شریفانہ رہے۔ جھوٹ، چوری اور رشوت سے پاک رہے۔"

بچّو! بھاگمتی کا یہ قول غور سے پڑھیے۔

وہ اپنے شوہر بھگوان داس سے ایسا کیوں کہہ رہی ہے۔ اپنی رائے پیش کیجیے۔

☆ بچّو، نیچے دیے گئے جملوں کا مطلب اپنے الفاظ میں واضح کیجیے۔

- صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔
- آخر کب تک ہم اپنے ارمانوں کا گلا گھونٹتے رہیں گے؟
- آدمی وہی ہے جو آدمی کے کام آئے۔

☆ بچّو، اگر آپ کو بھگوان داس کی بیٹی ساوتری سے ملنے کا موقع ملا تو آپ ان سے کیا کیا باتیں کریں گے؟ گفتگو تیار کیجیے۔

امتحان

امتحان کے لیے فیس ادا کرنے کا آخری دن تھا۔ ساوتری کالج نہیں گئی۔

صبح صبح مایوس ہوکر امّی کے پاس آئی۔ ’’امّی امّی، آج فیس ادا کرنے کا آخری دن ہے۔ کسی نہ کسی طرح کچھ روپیے جمع کر دیجیے نا؟ ورنہ میں کالج نہ جا سکوں گی۔ اور نہ ہی امتحان دے پاؤں گی‘‘۔

دیکھو بیٹی، ابا جان کو اتنا پریشان مت کرو، وہ کل بھی تمہارے بارے میں کہہ رہے تھے۔

آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں امّی جان! کیا میں اپنی پڑھائی چھوڑ دوں؟

یہ کہہ کر ساوتری گھر کے کونے میں بیٹھی رونے لگی۔

اے بھگوان! اب میں کیا کروں! کہاں جاؤں؟ کس سے روپیے اُدھار مانگوں؟ بھاگمتی بے چین ہونے لگی۔

☆ ’’دیکھو بیٹی، ابا جان کو اتنا پریشان مت کرو، وہ کل بھی تمہارے بارے میں کہہ رہے تھے۔‘‘ بچّو! بھاگمتی ایسا کیوں کہہ رہی ہے؟ دو تین جملوں میں لکھیے۔

اتنے میں پڑوس کی بڑھیا ممتاز بیگم وہاں آ پہنچی۔

کیا بات ہے بیٹی! کیوں اتنی پریشان نظر آتی ہو؟

بھاگمتی نے ساری باتیں بیگم کو سنائیں۔ بیگم کچھ کہے بغیر وہاں سے چلی گئی اور جلدی سے

روپے لے کر ساوتری کے پاس آئی۔

یہ لو بیٹی روپے۔ امتحان کی فیس ادا کر دو۔ تم پڑھائی نہیں چھوڑو گی۔

پڑھ لکھ کر ہم سب کا سہارا بنو گی۔

کیا تم وہ کہانی بھول گئی ہو؟

ساوتری کو بہلاتی ہوئی بڑھیا نے فرحت اللہ بیگ کی کہانی سنائی۔

☆ ''بڑھیا ممتاز بیگم نے امتحان کی فیس ادا کرنے میں ساوتری کی مدد کی۔''
بچّو، آپ نے بھی اس طرح اپنے کسی دوست یا پڑوسی کی مدد کی ہوگی؟
بیان کیجیے۔

کسی زمانے میں ہم لوگ بھی بڑے سمجھے جاتے تھے۔ لیکن زمانے کی گردش نے رفتہ رفتہ اچھی طرح پیس دیا۔ میری عمر کوئی سترہ سال کی تھی۔ انٹرنس کا امتحان پاس کرلیا تھا۔ لاکلاس (Lawclass) کا پہلا سال بھی ختم نہ ہوا تھا کہ یکا یک والد کا انتقال ہوگیا۔

گھر میں میری والدہ صاحبہ تھیں، میں اور میری چھوٹی بہن رضیہ۔ اس کی عمر پانچ سال کی تھی۔ والدہ کے پاس سِلائی کا کچھ کپڑا آجاتا۔ اس سے اور تھوڑا بہت جو زیور رہا تھا اس کو بیچ کر گذارا کرتے۔ ''جب آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہو تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہیں ہوتا۔'' اس عرصہ میں میری لاکلاس کی مدّت بھی ختم ہوگئی اور امتحان کا زمانہ قریب آگیا۔

اب سب سے بڑی مصیبت فیس کی تھی۔ کوئی ایسی چیز پاس نہ تھی کہ گروی رکھ کر یا بیچ کر یہ رقم ادا کی جاتی۔ رضیہ کے پاس گلے کا ایک لچھا اور پانو میں پازیب رہ گئی تھی۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ اس کو فروخت کر کے کام چلاؤ۔ میری حمیّت گوارا نہ کرتی تھی کہ اس معصوم کا زیور لوں۔ لیکن کیا کِیا جاتا اور کوئی دوسرا ذریعہ نہ تھا۔

والدہ صاحبہ جب رضیہ کا زیور اتارنے لگیں تو وہ مچل گئی۔ انھوں نے سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو بھائی جان پاس ہو جائیں گے تو تم کو اتنا زیور بنا دیں گے۔ تمھارے لیے گڑیاں لائیں گے۔ تم کو اچھے اچھے کپڑے سلوائیں گے۔ میں یہ سب سنتا رہا لیکن رضیہ کے ایک فقرہ نے ایسا بے تاب کر دیا کہ مجھ سے وہاں نہ ٹھہرا گیا۔ اس کا یہ کہنا کہ

”اگر بھائی صاحب پاس نہ ہوئے تو.....“ میرے دل میں تیر کی طرح لگا۔ بہر حال والدہ صاحبہ نے مارواڑی کے پاس ساٹھ روپیے میں دونوں چیزیں گروی کرلیں۔

میں نے فیس داخل کر دی۔ رات دن محنت کرتا رہا۔ آخر امتحان کا دن آ ہی گیا۔ ماں نے کہیں نہ کہیں سے کر کے دودھ، نان پاؤ رات کو رکھ دیا تھا کہ صبح ہی صبح کھا کر چلا جاؤں۔ لیکن رات کو کم بخت بلّی دودھ پی گئی۔ صبح کو والدہ صاحبہ اٹھیں تو سر پکڑ کر رہ گئیں۔ میں نے کہا: امّی آپ ناحق فکر کرتی ہیں۔ مجھے آج بھوک نہیں ہے۔ میں یہ کہہ کر چلا گیا۔

امتحان کے کمرے میں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ لیکن تھوڑی دیر میں بھوک کی وجہ سے چکّر آنے لگا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں نے میز پر سر رکھ دیا اور مجھ پر غفلت طاری ہوگئی۔ کسی نے آواز دی کہ ”جناب! یہ امتحان کا کمرہ ہے، سونے کا کمرہ نہیں ہے۔“ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک صاحب مسکراتے ہوئے میری طرف آئے اور کہا ”آپ امتحان دینے آئے ہیں۔ یا سونے آئے ہیں؟“

میں کھڑا ہو کر کچھ جواب دینا چاہتا تھا کہ میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے۔ نگراں کار صاحب یہ کیفیت برابر ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے تھے۔ کچھ سوچ کر میری طرف بڑھے اور کہا۔ ”بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہوشیار بھی ہیں اور ذہین بھی۔ اور محنت بھی کی ہے۔ لیکن آپ کی اس حالت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

میں نے کہا۔ ''میں آج کھانا کھا کر نہیں آیا۔ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔'' میں نے ان کی طرف نظر اٹھائی تو ان کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔ مجھ کو صدر نگراں کار صاحب کی میز کے پاس لے گئے۔ وہاں چائے وغیرہ رکھی ہوئی تھیں۔ مجھ سے کہا۔ آپ اچھی طرح ناشتہ کر لیجیے۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور چائے پینے لگا۔ انھوں نے باتوں باتوں میں تمام حالات پوچھ لیے۔ بہر حال چائے کی پیالی پی کر میرے اوسان درست ہوئے۔ میں اپنی جگہ پر آ کر بیٹھا۔ پرچہ دیکھا تو واقعی آسان تھا۔

خدا خدا کر کے امتحان ختم ہوا۔ اب نتیجہ کے انتظار میں ایک ایک دن کاٹنا مشکل ہو گیا۔ آخر ایک دن نتیجہ شائع ہو گیا۔ نوٹس بورڈ پر نتیجہ لگا ہوا ہے اور سامنے سیکڑوں امیدوار کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے بھی گھس گھسا کر نتیجہ دیکھنا شروع کیا۔ لیکن میرے نام کا نمبر نہیں۔ کئی دفعہ دیکھا لیکن نام کا پتہ نہ چلا۔ آخر مایوسی کی حالت میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

اتنے میں کسی نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ پھر کر دیکھا تو وہی میرا فرشتۂ رحمت۔ ہنس کر کہنے لگا۔ ''کہو، پاس ہو گئے؟'' میں نے کہا۔ ''نہیں۔'' اس نے نوٹس بورڈ جا کر دیکھا اور میرے پاس آ کر کہنے لگا۔ ''ارے میاں! تمھارا نام تو سب سے اوّل تھا۔ کسی دل جلے نے اوپر کا حصّہ پھاڑ دیا ہے۔''

فرحت اللہ بیگ

مرزا فرحت اللہ بیگ (۱۸۸۴-۱۹۴۷)

مرزا فرحت اللہ بیگ ۱۸۸۴ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورمنٹ ہائی اسکول سے حاصل کی۔ تعلیم کے بعد عدالت میں ملازم ہوئے۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر اپنا قلم اٹھایا ہے۔ سوانح حیات، افسانہ، ادبی تنقید وغیرہ کے ذریعہ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو مخصوص رنگ میں پیش کیا۔ ۱۹۴۷ء میں ان کی وفات ہوئی۔

☆ ”میں آج کھانا کھا کر نہیں آیا۔ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔“
لڑکے کی یہ بات سن کر نگراں کار صاحب کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔
کیوں؟ بتائیے۔

☆ میں نے بھی گھس گھسا کر نتیجہ دیکھنا شروع کیا۔ لیکن میرے نام کا نمبر نہیں۔
بچّو، اس وقت لڑکے کے دل میں کیا کیا خیالات ابھر آئے ہوں گے؟ لکھیے۔

☆ ”جب آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہو تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہیں ہوتا۔“
بچّو، اس قول سے کیا مراد ہے؟ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

☆ بچّو، آپ نے کہانی 'امتحان' پڑھی ہے نا؟ اس کہانی کو آگے بڑھائیے۔

☆ بچّو، اس طرح کی اور کہانیاں جمع کیجیے۔
پسندیدہ کہانی فطری انداز میں پیش کیجیے۔

مٹّی کا دیا

فیس ادا کر کے شام کو ساوتری خوشی خوشی کالج سے گھر لوٹی۔

رات کا کھانا کھا کر سونے گئی۔

گہری نیند میں اس نے ایک خواب دیکھا کہ

ہاتھ میں جلتا ہوا مشعل لے کر کالج کی سہیلیاں

کہیں دوڑ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ بھی ان کے ساتھ

مشعل لے کر دوڑنے لگی۔ اچانک ہوا کے جھونکوں نے

مشعل کو بجھا دیا۔ وہ پریشان ہوگئی۔ سرِ راہ بیٹھ کر رونے لگی۔

اتنے میں اس نے دیکھا کہ ایک بڑھیا سڑک کے کنارے بیٹھی مٹّی کا دیا جلا رہی ہے۔ ساوتری فوراً اس کے پاس گئی۔ اپنا مشعل پھر سے جلا کر دوڑتی ہوئی اپنی سہیلیوں کے پاس پہنچ گئی۔

اٹھو بیٹی، صبح ہوگئی ہے! آج کالج نہیں جانا ہے کیا؟

امّی کی آواز سن کر ساوتری نیند سے جاگ اٹھی اور خوشی سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھیں اس بڑھیا کو دیکھنے کے لیے ترس رہی تھیں، جس نے اس کی زندگی کا دیا دوبارہ روشن کر دیا تھا۔

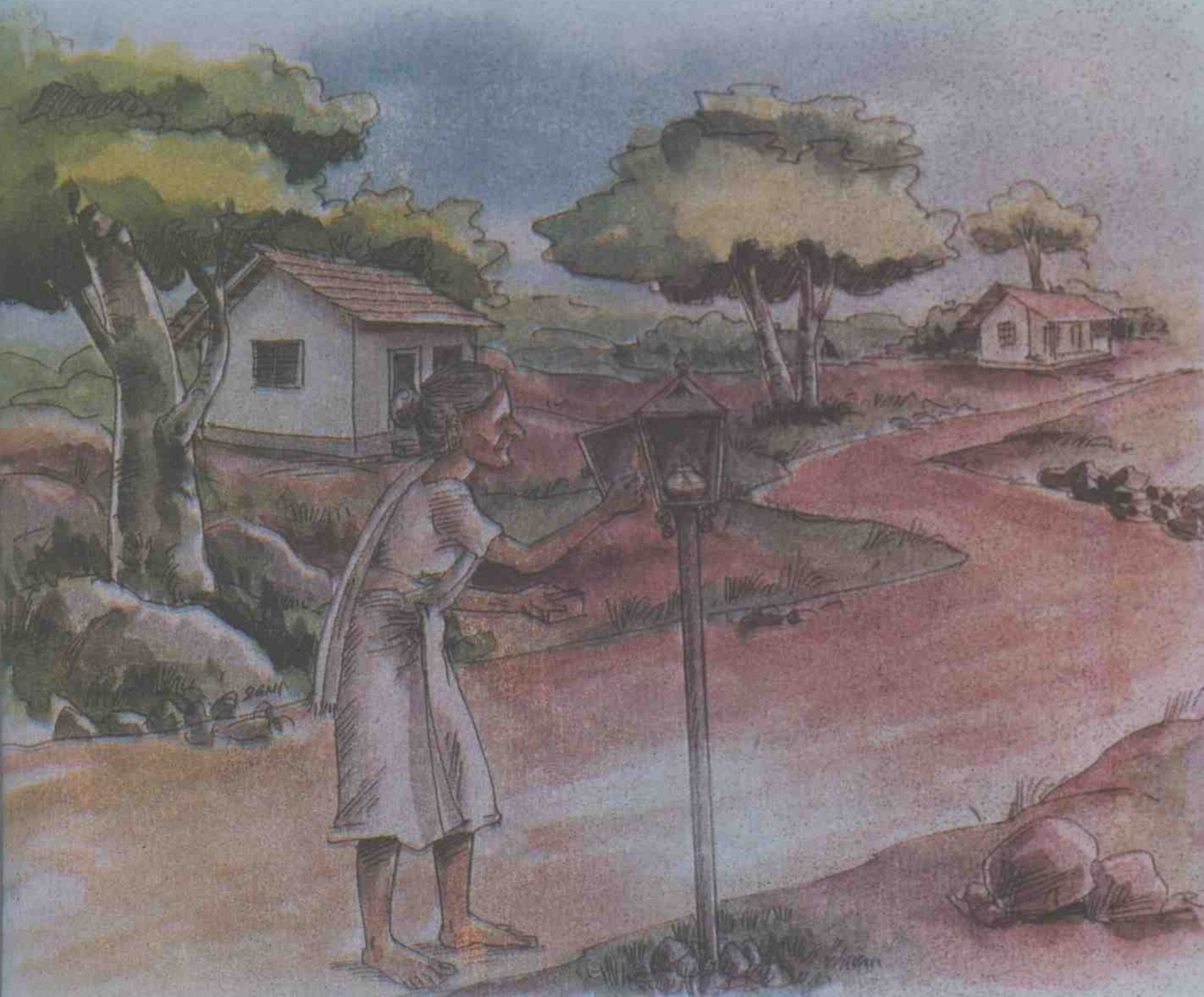

جُھٹ پٹے کے وقت گھر سے ایک مٹّی کا دیا
ایک بُڑھیا نے سرِ راہ لا کے روشن کر دیا
تا کہ رہ گیر اور پردیسی کہیں ٹھوکر نہ کھائیں
راہ سے آساں گزر جائے ہر اک چھوٹا بڑا
یہ دِیا بہتر ہے اُن جھاڑوں سے اور فانوس سے
روشنی محلوں کے اندر ہی رہی جن کی سدا

گر نکل کر اِک ذرا محلوں سے باہر دیکھیے
ہے اندھیرا گھپ در و دیوار پر چھایا ہوا
سُرخ رُو آفاق میں وہ رہنما مینار ہیں
روشنی سے جن کی ملاحوں کے بیڑے پار ہیں

الطاف حسین حالیؔ

مولانا الطاف حسین حالیؔ

خواجہ الطاف حسین حالیؔ 1837ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا۔ ابھی 9 سال کے تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ بڑے بھائی امداد حسین نے پرورش کی۔ دلی آکر مرزا غالبؔ کے شاگرد ہوئے۔ غالبؔ کی وفات پر حالیؔ لاہور چلے آئے۔۔ 1904ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا 31 دسمبر 1914ء کو پانی پت میں وفات پائی۔

☆ یہ نظم ترنّم کے ساتھ گائیں۔
☆ بچّو، 'مٹی کا دیا' نظم کے ذریعہ شاعر ہم سے کیا کہنا چاہتا ہے؟ نوٹ لکھیے۔
☆ بچّو، یہ نظم غور سے پڑھیے اور پسندیدہ شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔
☆ انسان کی بھلائی پر لکھی گئی اور بھی کئی نظمیں ہیں۔ چند نظمیں جمع کرکے 'میرا گلشن' میں لکھیے۔ پسندیدہ نظم ترنّم کے ساتھ پیش کیجیے۔

معیّن صلاحیتیں

- دعائیہ نظمیں ترنّم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
- دعائیہ نظمیں پڑھ کر مفہوم سمجھنے کی صلاحیت۔
- مماثل دعائیہ نظمیں جمع کرنے اور ترنّم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
- زبان کے محاورات، ضرب المثل، رنگین بیانیاں وغیرہ پڑھ کر مفہوم سمجھنے اور حسبِ موقع زبان کا صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت۔
- ماحول کے مطابق مختلف موضوع پر سوال جواب کرنے، حسبِ موقع گفتگو تیار کرنے اور پیش کرنے کی صلاحیت۔
- انسان کی بھلائی پر لکھی گئی کہانیاں سن کر اور پڑھ کر مفہوم سمجھنے کی صلاحیت۔
- کہانیاں جمع کرنے اور فطری انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت۔
- مشہور شعرا کی نظمیں سن کر اور پڑھ کر مفہوم سمجھنے اور ترنّم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
- مماثل نظمیں جمع کرنے اور پڑھ کر تحسینی نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔

یونٹ ۲

آگے آئیں دھرتی بچائیں

نظر کو لبھاتے ہیں پودوں کے منظر
حسین اور نازک ہیں پھولوں کے پیکر

بوندوں کی جھمجھاہٹ

بادل گرجنے لگے۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔

پیڑ پودے، چرندے پرندے اپنی اپنی مسرّت ظاہر کرنے لگے۔

شام کا وقت تھا۔ بوڑھا جاوید میاں اپنے گھر کے دالان میں بیٹھا ہوا تھا۔

آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھانے لگیں تو جاوید کا دل باغ باغ ہو گیا۔

اس نے اپنے ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"اے خدا! ہم گاؤں والے کتنے دنوں سے ایک بوند پانی کے لیے ترس رہے ہیں!
کئی دنوں سے ہمارا یہی حال ہے۔ ہم پر ذرا رحم فرما......"
جاوید میاں دعا کرنے لگا۔

☆ "آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھانے لگیں تو جاوید میاں کا دل باغ باغ ہوگیا۔"
بچو، کالی کالی گھٹائیں دیکھ کر جاوید میاں کیوں خوش ہو رہا ہے؟

جاوید گاؤں میں رہتا تھا۔
وہ ستر برس کا بوڑھا بیل گاڑی والا جاوید کے نام سے مشہور تھا۔
آج وہ سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس کی پیاری بیوی دو سال پہلے انتقال کر چکی تھی۔
اس کا اکلوتا بیٹا شکیل نیوزیلینڈ میں سائنس دان ہے۔
گھر میں اب اس کی بہو نجمہ، پوتی یاسمین اور پوتا نظام اس کے ساتھ رہتے ہیں۔

"بیٹی نجمہ! تم کہاں ہو؟ سوکھی سُپاری کو سنبھال کر رکھو۔ بارش ہونے والی ہے۔"

جاوید آواز دینے لگا۔ اتنے میں پانی برسنے لگا۔ آس پاس کے پودے خوشی سے سر ہلانے لگے۔ کچی مٹی کی خوشبو سے فضا مہک رہی تھی۔ اب بارش زور پکڑنے لگی۔ جاوید برستے پانی کی طرف دیکھتے دیکھتے خیالوں میں گم ہو گیا......

"ایک زمانہ تھا جب ہم بارش میں بھیگتے اور ناچتے تھے۔ تالابوں اور ندیوں میں تیرتے اور نہاتے تھے۔ پانی کی وہ صاف اور شفاف لہریں! آج بھی مجھے یاد آ رہی ہیں۔ رنگ برنگ کے پھول! ہوا میں جھومنے والے پودے، پھولوں کے گرد اُڑتی پھرتی خوب صورت تتلیاں، دور دور تک پھیلے ہوئے کھیت، وہ ہریالی! واہ، کیا خوب نظارے تھے۔

وہ زمانہ بھی کیا زمانہ تھا! کاش میں پھر سے ....

مگر وہ صاف ستھرا پانی آج ہے کہاں؟

آج کل پینے کا پانی بھی بازار سے خریدا جا رہا ہے۔

کون جانے، آگے چل کر سانس لینے کو بھی قیمت چکانا نہ پڑے!

جاوید میاں مایوس ہونے لگا۔

☆ جاوید میاں خدا سے دعا کر رہا ہے" اے خدا! ہم گاؤں والے کتنے دنوں سے ایک بوند پانی کے لیے ترس رہے ہیں۔ ہم پر ذرا رحم فرما.........!" جاوید میاں کیوں ایسا کہتا ہے؟

☆ بچو جاوید میاں افسوس کر رہا ہے کہ "وہ شفاف پانی اور ندیاں آج ہیں کہاں"
آپ کے گاؤں کی ندی نالوں کی موجودہ حالت کیا ہے؟ ایک نوٹ لکھیں۔

☆ "آج کل پینے کا پانی بھی بازار سے خریدا جا رہا ہے۔
کون جانے آئندہ سانس لینے کو بھی قیمت چکانا نہ پڑے....!"
اس قول پر آپ کے خیالات کیا ہیں؟ لکھیں۔

☆ آپ کے گاؤں میں بھی بہت سے خوش نما نظارے ہوں گے۔
ایسے نظاروں کی منظر کشی اپنے الفاظ میں تیار کریں۔

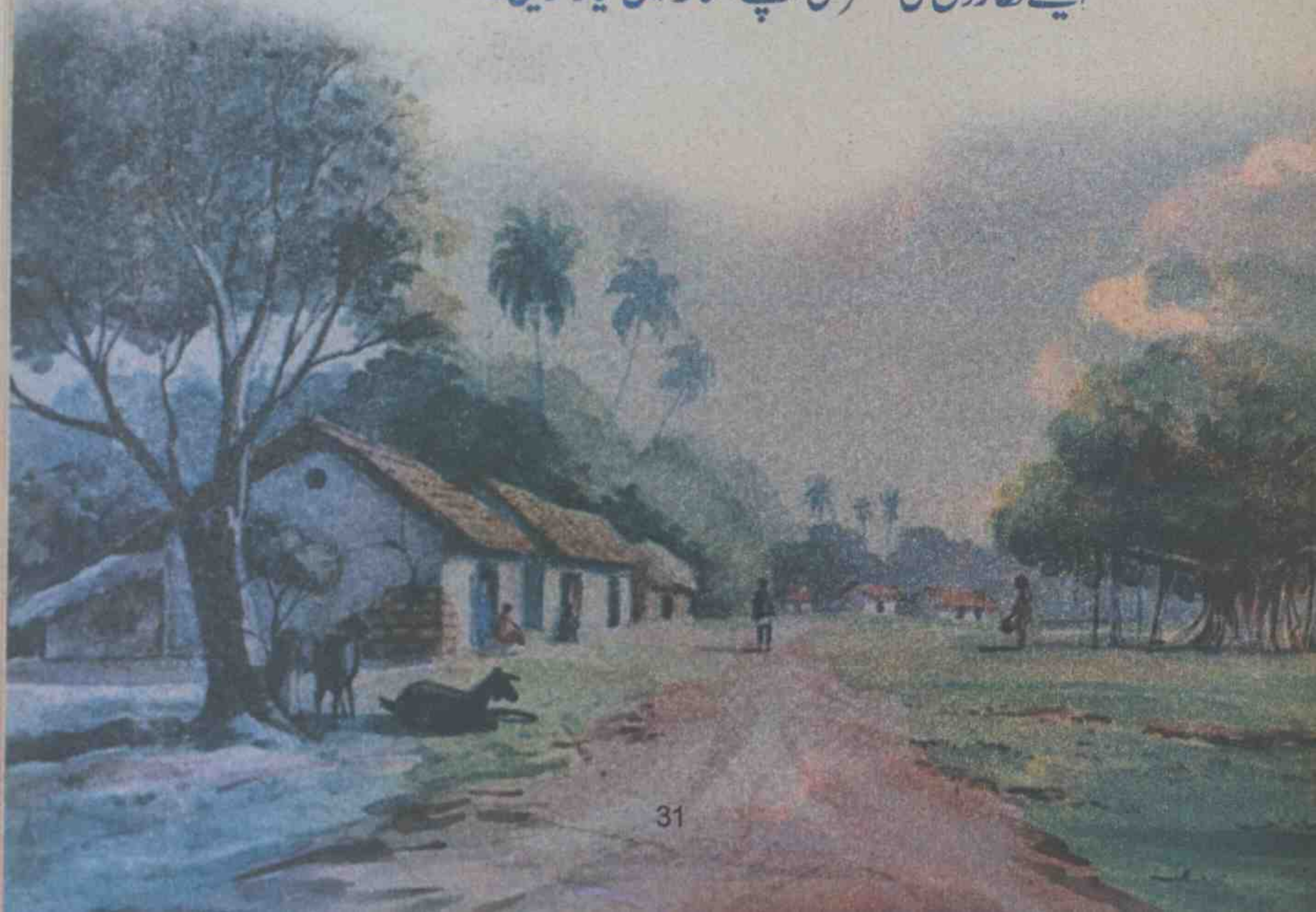

برسات کی پہلی گھٹا

بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج بڑھنے لگی۔

سارے چرندے پرندے بھیگنے لگے۔

جاوید کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ وہ خدا کا شکرادا کرنے لگا۔ اتنے میں پانی کی بوندوں کی جھمجھاہٹ اور سبزوں کی لہلہاہٹ زور پکڑنے لگی اور بارش خوب برسنے لگی۔

کیا جوانی ہے فضا میں ، مرحبا صد مرحبا
چل رہی ہے روح کو چھوتی ہوئی ٹھنڈی ہوا
آ رہی ہے دور سے کافر پپیہے کی صدا
حُسن اُٹھا ہے خاک سے انگڑائیاں لیتا ہوا
جھوم کر برسی ہے کیا برسات کی پہلی گھٹا

آرزو میں ہے تلاطم ، جوش ارمانوں میں ہے
حسرتوں میں ولولے ہیں، تازگی جانوں میں ہے
نوجوانی کا تبسّم سرد میدانوں میں ہے
روشنی ہے دشت میں ، خوشبو بیابانوں میں ہے
جھوم کر برسی ہے کیا برسات کی پہلی گھٹا

بھر دیے پانی نے جل تھل ، ندّیاں بہنے لگیں
چھوڑ کر شانوں پہ زلفیں ، مسکرائے نازنیں
آج ہے غرقِ سفیدی، سرخ تھی کل جو زمین
سرد پانی چوس کر ذرّوں نے آنکھیں بند کیں
جھوم کر برسی ہے کیا برسات کی پہلی گھٹا

زندگی کی سرد نبضوں میں حرارت آگئی
منعموں میں خُلق کانٹوں میں نزاکت آگئی
ہجر کے افسردہ چہروں پر بشاشت آگئی
حد ہے خوش چشموں کی آنکھوں میں مروّت آگئی
جھوم کر برسی ہے کیا برسات کی پہلی گھٹا

جوشؔ ملیح آبادی

جوشؔ ملیح آبادی : جوشؔ ملیح آبادی کا شمار بلند پایہ شاعروں میں ہے۔ وہ ۱۸۹۴ء ملیح آباد اتر پردیس میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے قومی آزادی کی جد جہد میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ ان کی انقلابی نظموں نے آزادی کے لیے مرنے والوں کو حوصلہ بخشا۔ وہ شاعرِ انقلاب، شاعرِ رومان اور شاعرِ فطرت مانے جاتے ہیں۔ ان کے کلام میں سلاست، صفائی اور روانی پائی جاتی ہے۔

☆ یہ نظم ترنم کے ساتھ گائیں۔
☆ یہ نظم بار بار پڑھیے اور پسندیدہ شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔
☆ فطرت کی خوبصورتی پر بہت سی نظمیں لکھی گئی ہیں۔ چند نظمیں جمع کر کے 'میرا گلشن' میں لکھیں اور پسندیدہ نظم ترنم کے ساتھ پیش کریں۔
☆ اس نظم کے ذریعہ شاعر نے بارش سے متعلق بہت سے نظاروں کا بیان کیا ہے۔ کسی ایک نظارے پر چند جملے لکھیں۔

اسکاٹ لینڈ کا راجا

رات کا وقت تھا۔

کھانے کے بعد سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

دیکھیے ابّا جان! یہ پکّے پکّے آم ....

ہمارے ہی پیڑ کے ہیں۔ جو امّی جان نے آنگن میں لگایا تھا۔

آج کل کی کڑی دھوپ نے پیڑ کو اُجاڑ دیا ہے۔ پھر بھی وہ خوب پھولتا پھلتا ہے۔
نجمہ آم چھلتی ہوئی بولی۔
جاوید اور بچّے مزے لے لیکر آم کھانے لگے۔

☆ بچّو نجمہ کہہ رہی ہے کڑی دھوپ میں بھی ان کے آنگن کے آم کا پیڑ بہت پھولتا پھلتا ہے۔
ہمارے گھر کے آس پاس پھولنے پھلنے والے کون کون سے پیڑ پودے ہیں؟

بارش کے موسم میں بھی آج کل یہ کڑی دھوپ کیوں ہے دادا جان؟
نظام نے بڑی حیرت سے پوچھا۔
اس کی کئی وجوہات ہیں بیٹے!
جاوید میاں موسم کی تبدیلی کی وجوہات بیان کرنے لگا۔
"دادا جان! آج کل ہمارے گاؤں والے بھی اسکاٹ لینڈ کا راجا بن رہے ہیں کیا؟"
بیچ میں یاسمین نے پوچھا۔
اسکاٹ لینڈ کا راجا....؟ وہ کون ہے بیٹی؟ نجمہ نے پوچھا۔
وہ ایک احمق راجا ہے امّی جان! جس کی کہانی کافی مشہور ہے۔
وہ کہانی ذرا مجھے بھی سناؤ بیٹی۔
کیوں نہیں! بے شک۔
یاسمین یوں کہانی سنانے لگی۔

پُرانے زمانے کی بات ہے کہ ملک 'اسکاٹ لینڈ' میں ایک عیش پسند اور بے وقوف راجا حکومت کرتا تھا۔ وہ اپنے دیس کے لوگوں کی بھلائی کے لیے کچھ بھی نہیں کرتا تھا۔ بوڑھے لوگوں سے انھیں بڑی نفرت تھی۔ ایک دن راجا گھوڑا گاڑی پر سوار ہوکر گلی سے گزر رہا تھا۔ اچانک ایک اندھا بوڑھا گاڑی کے سامنے پڑ گیا۔ وہ بڑی مشکل سے سڑک پار کر رہا تھا۔ بوڑھے کو دیکھ کر گاڑی والے نے رفتار کم کر دی۔ یہ دیکھ کر راجا کو غصہ آ گیا۔ فوراً حکم دیا کہ "ہمارے ملک کے تمام بوڑھے لوگوں کو جلا وطن کر دیا جائے۔"

حکم پاتے ہی سپاہی لوگ دیس کے کونے کونے سے بوڑھوں کو چُن چُن کر جلا وطن کرنے لگے۔ راجا کے اس اندھے قانون کی وجہ سے دیس کے تمام لوگ جان بچا کر دوسرے ملک میں جا بسے۔ ان کے دربار میں جتنے بوڑھے درباری تھے ان کو بھی نکال دیا گیا۔ اپنے دادا، دادی، نانا، نانی، ماموں، ممانی کی جُدائی پر دیس کے بچّے اور نوجوان بے حد ناراض ہو گئے۔

☆ کیا آپ بھی اپنے دادا، دادی، نانا، نانی، ماموں، ممانی وغیرہ گھر والوں کی صحبت کے دلدادہ ہیں؟ کیوں؟

اُس ملک کی فوج میں شیام نامی ایک سپاہی تھا۔ اس کا باپ بھی بوڑھا ہو گیا تھا۔ راجا کی اس کاروائی سے وہ بے حد پریشان تھا۔ اُس نے اپنے گھر کے اندر ایک تہہ خانہ بنا کر ابا جان کو وہاں چھپایا۔ دن گزرتے گئے۔ ایک دن راجا محل کے اوپر چڑھ کر ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا، آس پاس کے بڑے بڑے پیڑوں کی وجہ سے راجا ٹھیک طور پر شہر دیکھ نہیں پا رہا تھا۔ اُس نے سوچا کہ یہ سارے پیڑ پودے میرے لیے رُکاوٹ ہیں۔ راجا نے جھٹ سے حکم دیا کہ ملک کے سارے بڑے بڑے پیڑ کاٹ دیے جائیں۔ حکم ملتے ہی سپاہیوں نے دیش کے سارے پیڑ پودوں کو کاٹ ڈالا۔

شیام ہر دن تہہ خانے میں جا کر راجا کی یہ ساری نادان حرکتیں اپنے ابا جان کو سناتا تھا۔ ایک دن ابّا جان شیام کو پاس بُلا کر نصیحت دینے لگے؛ پیارے بیٹے! راجا کی یہ نامعقول اور بے تحاشا حرکتوں کی وجہ سے ہمارے ملک میں پانی کی قلّت ہوگی اور قحط بھی آئے گا۔ یہ بہتر ہوگا کہ اگلے چار پانچ سال کے لیے جو ضروری چیزیں ہیں، جمع کر کے رکھیں۔ فطرت کو بگاڑنے کی سزا ضرور آنے والی ہے۔ یہ سن کر شیام ساری ضروریات کی چیزیں ڈھونڈ نکال کر جمع کرنے لگا اور تہہ خانے میں محفوظ رکھ دیا۔

☆ بوڑھا کہہ رہا ہے کہ "فطرت کو بگاڑنے کی سزا ضرور آنے والی ہے۔"

اس قول پر آپ کے خیالات کیا ہیں؟

جلد ہی فضا میں رطوبت کم ہونے لگی، گرمی بڑھنے لگی۔ سخت گرمی کی وجہ سے انسان

اور جانور مرنے لگے۔ بادل و بارش کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ ملک بھر سخت قحط پڑا اور پانی کی قلّت بھی۔ موسم خراب ہونے سے ملک میں مفلسی پھیل گئی اور سارے لوگ تڑپ تڑپ کر مرمٹنے لگے۔ راجا اپنی نامعقول حرکات کے نتائج سے بے خبر تھا۔ ملک کی موجودہ حالت دیکھ کر وہ ڈر گیا۔ انھوں نے اپنے دربار کے نوجوان وزیروں سے ملک کی پست حالی کے بارے میں چرچا کیا۔ لیکن کیا کریں کوئی حل ڈھونڈ نکالا نہیں جا سکا۔

''اے بھگوان ! اب میں کیا کروں ؟ ملک کے بوڑھے عقل مندوں کو میں نے ہی بھگایا ہے۔ کاش ! اگر آج وہ سب میرے ساتھ ہوتے ...

یہ کہہ کر راجا پھوٹ کر رونے لگا۔

شیام کو جب پتہ چلا کہ راجا کے مزاج میں بدلاؤ آگیا ہے، تو ایک دن وہ راجا سے ملنے گیا اور اس سے کہا۔ ''حضور! آپ گھبرایئے مت! میرے ابا جان اب بھی اس ملک میں زندہ ہیں،

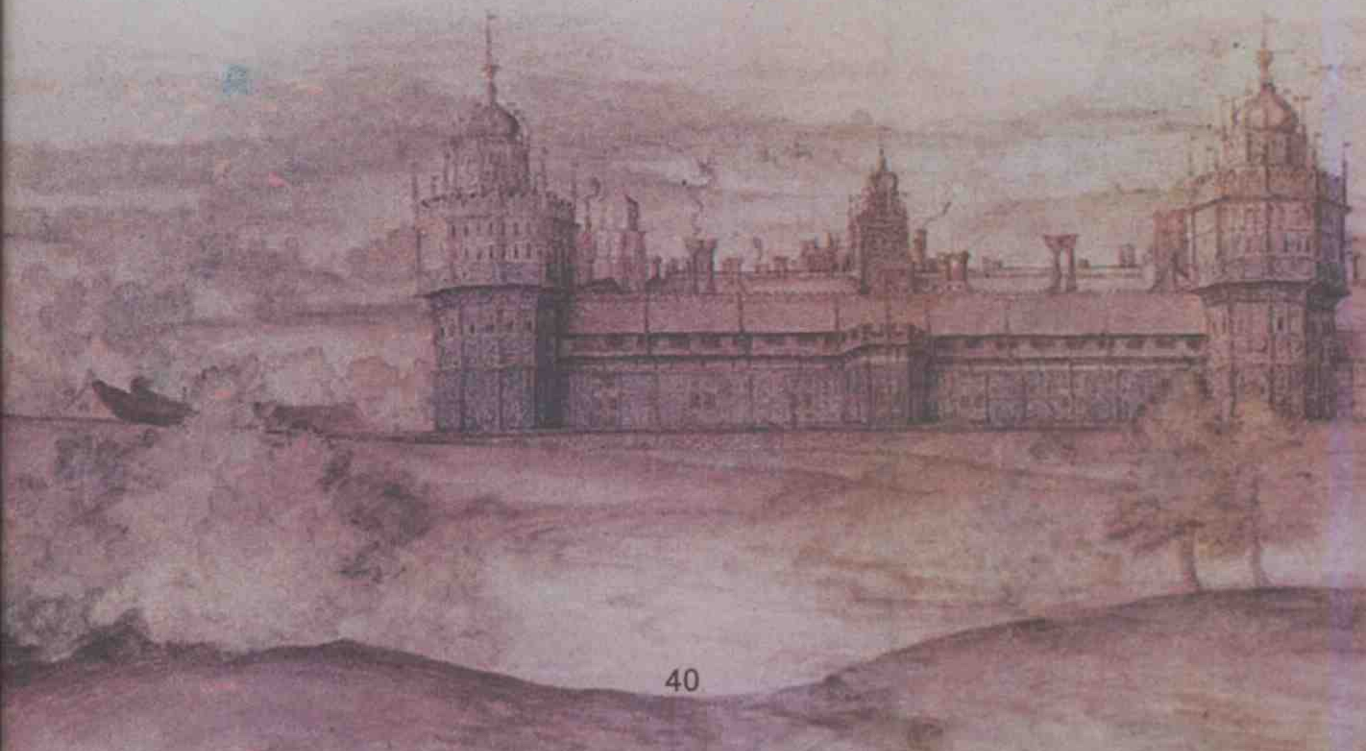

وہ ملک کی اس حالت سے نمٹنے کے لیے کوئی حل ضرور نکال سکتے ہیں۔

جلد ہی اس بوڑھے کو دربار میں حاضر کیا گیا۔ سب درباری بوڑھے کی باتوں پر کان لگا کر بیٹھے۔

بوڑھا کہنے لگا؛ جلد از جلد ملک بھر میں پیڑ لگائیں۔ پڑوس کے ملکوں سے بیج اور پودے منگوائیں اور جگہ جگہ تالاب اور کنویں کھدوائیں...

☆ جاوید میاں کہہ رہا ہے کہ موسم کی تبدیلی کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ گروہ میں چرچا کر کے ان وجوہات کے بارے میں آپ کے خیالات پیش کریں۔

☆ فضا میں رطوبت برقرار رکھنے میں پیڑ پودوں کی بڑی ضرورت ہے۔
اس پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

☆ شیام کے ابا ماحولیات کے بڑے دلدادہ تھے۔ اگر آپ کی ملاقات ان سے ہوتی تو آپ کیا کیا سوالات کریں گے؟ لکھیں۔

☆ بوڑھے کو دربار میں بلایا گیا۔ سب اس کی باتوں کے لیے کان لگانے لگے۔ اس نے کیا کیا کہا ہوگا؟ اس کہانی کو آگے بڑھائیں۔

☆ قدرت یا فطرت کے موضوع پر بہت سی کہانیاں مشہور ہیں۔
چند کہانیاں جمع کر کے میرا گلشن میں لکھیں۔

☆ جاوید میاں کے گھر کے آم کا پیڑ اگر اپنی کہانی سنانے لگا تو وہ کیا ہوگی۔
آم کے پیڑ کی آپ بیتی تیار کریں۔

اور بھی سیّارے چاہیے

سورج کی کرنیں آنے لگیں۔

چڑیاں اپنے آشیانے سے دانے کی تلاش میں اِدھر اُدھر اڑ رہی تھیں۔

صبح کی چہل قدمی کے بعد جاوید اور بہو نجمہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

یاسمین اور نظام اسکول جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

دیکھ لو یاسمین بٹی! ای۔میل میں تمھارے ابّا جان کا خط آیا ہے۔

سب مل کر خط پڑھنے لگے۔

نیوزیلینڈ،

۱۰/اگست ۲۰۱۵ء

پیاری یاسمین بیٹی.......جیتی رہو!

تمھارا خط ملا۔ یہ جان کر مجھے بڑا فخر محسوس ہو رہا ہے کہ تم علاقائی کلب کے سمینار میں ماحولیات کے تحفظ پر ایک مقالہ پیش کرنے والی ہو۔ مبارک ہو بیٹی! فطرت کو بچانے کے لیے تمام لوگوں کو اس طرح کے قدم اٹھانا چاہیے۔

تم جانتی ہو کہ آبادی کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کی ضرورتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور قدرتی وسائل محدود ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لیے قدرتی توازن بگڑتا جا رہا ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ ۲۰۵۰ء تک پہنچتے پہنچتے ہماری آبادی دوگنا چوگنا بڑھ جائے گی اور ہمارے رہن سہن کے لیے زمین جیسے تین سیاروں کی ضرورت ہوگی۔

نیوزیلینڈ کی ایک عجیب بات ہے کہ یہاں کے ایک طبقے کے لوگ، جن کو ماووری کہتے ہیں، ندی، نالے اور نہروں کو اپنے بھائی سمجھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہاں کے سب لوگ پانی کی حفاظت میں بڑا دھیان رکھتے ہیں اور ماحولیات کا تحفظ اپنی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

مقالہ تیار کرنے میں امّی جان سے مل کر انٹرنیٹ سے بھی تم فائدہ اٹھا سکتی ہو۔ سیمنار میں اپنے خیالات اچھے انداز میں پیش کرو۔ تمھارے اس مقالے سے سب کو فائدہ ہوگا۔ میں یہاں خیر و عافیت سے ہوں۔ تم دونوں دادا جان اور امّی جان کی باتیں ماننا اور ان کی طبیعت کا خیال رکھنا۔ اگلے اونم کی چھٹیوں میں ہم آجائیں گے۔

سب کو آداب و تسلیمات عرض ہے

تمھارے ابّا

☆ سیمنار ختم ہونے کے بعد یاسمین اپنے ابا جان کے نام خط لکھ رہی ہے۔
خط تیار کرنے میں اس کی مدد کریں۔

☆ ۲۲ مارچ کو عالمی طور پر پانی کے تحفظ کا دن منایا جا رہا ہے۔
آپ کے اسکول میں جس پر ایک پروگرام منعقد کیا جا رہا ہے۔
اس کے لیے ایک نوٹس تیار کریں۔

☆ آپ کے اسکول میں ماحولیات کے تحفظ پر ایک سیمینار منعقد ہونے والا ہے۔
انٹرنیٹ کی مدد سے ایک مقالہ تیار کر کے کلاس میں پیش کریں۔

☆ یومِ ماحولیات کے لیے ایک پوسٹر تیار کریں۔

معیّن صلاحیتیں

- ماحولیات سے متعلقہ بیانیے پڑھ کر مفہوم سمجھنے کی صلاحیت۔
- فطرت کی خوبصورتی، مناظرِ قدرت وغیرہ موضوع پر چھوٹے بیانیے اور نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
- ماحولیات اور قدرتی مناظر سے متعلق گیت اور نظمیں سن کر اور پڑھ کر لطف اندوز ہونے کی صلاحیت۔
- گیت اور نظمیں مختلف طرزوں میں پیش کرنے کی صلاحیت۔
- گیت اور نظمیں پڑھ کر مفہوم سمجھنے اور اپنے الفاظ میں لکھنے کی صلاحیت۔
- مماثل نظمیں جمع کرنے اور ترنّم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
- ماحولیات سے متعلقہ کہانیاں سن کر اور پڑھ کر مفہوم سمجھنے اور نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
- کہانیاں پڑھ کر پسندیدہ کردار پر نوٹ لکھنے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ چھوٹی چھوٹی کہانیاں تیار کرنے کی صلاحیت۔
- مماثل کہانیاں جمع کرنے اور فطری انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ مختلف خطوط پڑھ کر مفہوم سمجھنے اور جوابی خط تیار کرنے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ پوسٹر یا نوٹیس تیار کرنے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ مقالہ تیار کرنے اور سمینار میں پیش کرنے کی صلاحیت۔
- ماحولیات سے متعلقہ پسندیدہ موضوع پر آپ بیتی تیار کرنے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ انٹرویو لینے کے لیے مناسب سوالات تیار کرنے اور پیش کرنے کی صلاحیت۔
- مختلف ڈسکورس کے ذریعہ زبان کے محاورے، ضرب المثل، جملے کی تراکیب وغیرہ پہچاننے اور اس کے مطابق صحیح زبان استعمال کرنے کی صلاحیت۔

یونٹ ۳

گھر گھر پودے لگائیں

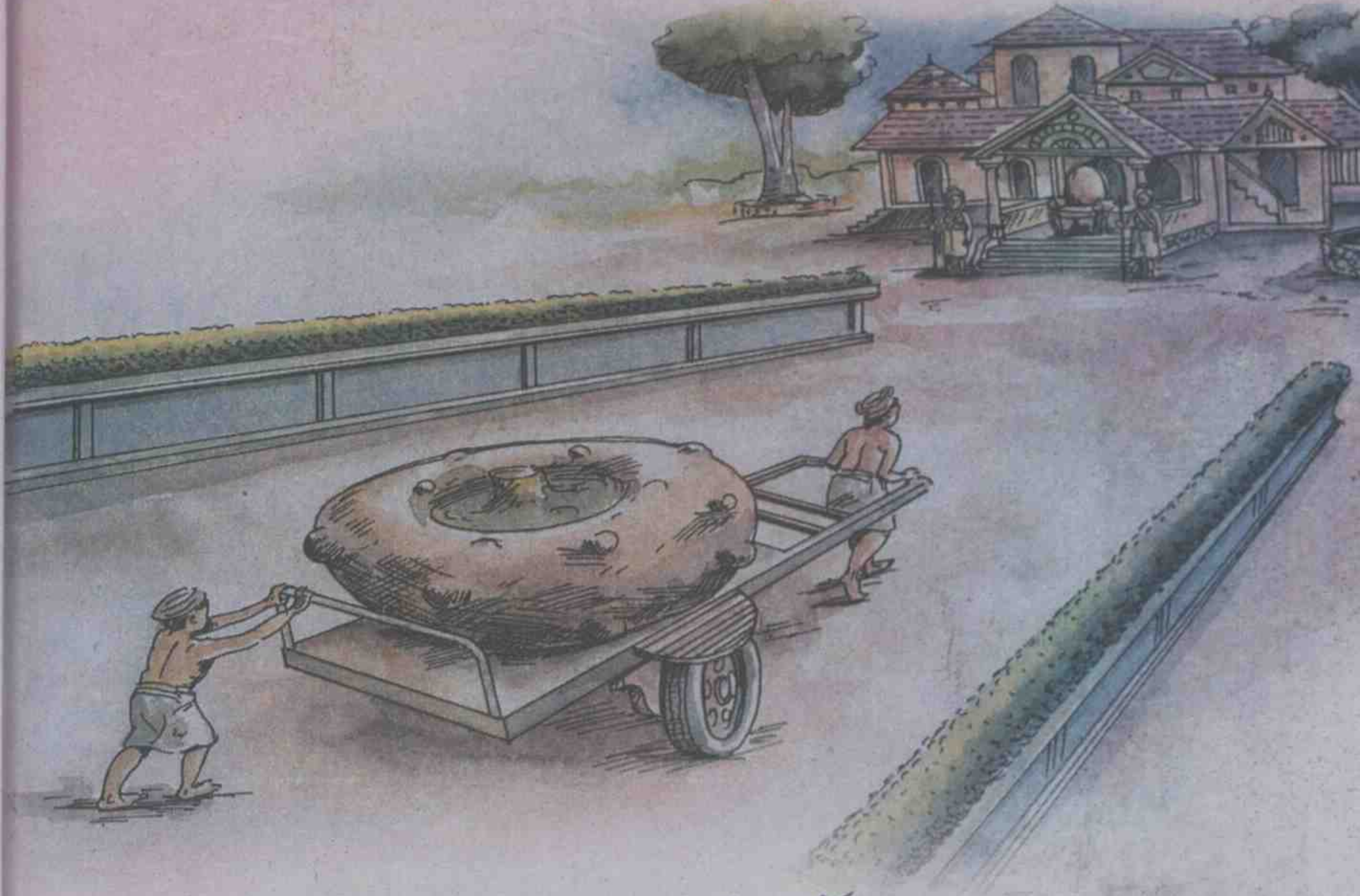

ہم محنت کش جگ والوں سے
جب اپنا حصّہ مانگیں گے
اک کھیت نہیں اک باغ نہیں
ہم ساری دنیا مانگیں گے

فیضؔ

کاٹو کھیتاں کاٹو رے

کاٹو کھیتاں کاٹو رے
گھر گھر روٹی باٹو رے
خون پسینہ پیرو رے
چاند ستارے کاٹو رے
کاٹو کھیتاں کاٹو رے گھر گھر روٹی باٹو رے

عورتوں کی میٹھی میٹھی آوازوں سے فضا گونج رہی ہے۔ وِکاش پوری گاؤں میں فصل کٹائی کا جشن تھا۔ کسان فرنانڈز صبح سویرے اُٹھ کر خوشی خوشی اپنے کھیت کی طرف نکلا۔ تمام گاؤں والے فصل کی کٹائی میں مصروف تھے۔

اتنے میں اس کا بیٹا رافیل اپنے دوست سلیم کے ساتھ وہاں آ پہنچا۔ کھیت میں فصل کاٹنے والی عورتیں، خوشی خوشی گیت گانے والے بچّے اور نوجوان یہ سب سلیم کے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ تالیاں بجانے اور گانے لگا۔

کاٹو کھیتاں کاٹورے گھر گھر روٹی باٹورے
خون پسینہ پیرورے چاند ستارے کاٹورے

کاٹو کھیتاں کاٹورے
گھر گھر روٹی باٹورے

جھاڑ جھکولے چھاٹیں گے ندّی نالے پاٹیں گے
نوے رستے کاٹیں گے دنیا نھاٹی نھاٹیں گے

کاٹو کھیتاں کاٹورے
گھر گھر روٹی باٹورے

آؤ چٹاناں توڑیں گے ندّی نالے موڑیں گے
پیاسی پیاسی کھیتی ہے کھیت میں پانی جوڑیں گے
کاٹو کھیتاں کاٹورے
گھر گھر روٹی باٹورے
آنکھ سے آنسو پوچیں گے جگ میں خوشیاں باٹیں گے
خون پسینہ پیریں گے چاند ستارے کاٹیں گے
کاٹو کھیتاں کاٹورے
گھر گھر روٹی باٹورے

سلیمان خطیبؔ

سلیمان خطیبؔ (۱۹۲۲-۱۹۷۸)

سلیمان خطیبؔ دکّن کے مشہور اردو شاعر ہیں۔ ان کی پیدائش کرناٹک کے بیدر کے قریب معین آباد میں ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ آپ کے والد محمد صادق بہمنی سلطنت کے شاہی مسجد کے خطیب تھے۔ ان کو بچپن ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ دیہاتی زندگی اور دلفریب دکنی لوک گیتوں سے انھیں بڑی دلچسپی تھی۔ شاعری سے ان کا مقصد سماجی اصلاح تھا۔ 'پہلی تاریخ' اور 'ساس بہو' آپ کی مشہور نظمیں ہیں۔ ۲۲/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو آپ کی وفات گلبرگہ میں ہوئی۔ ان کی اکثر نظمیں طنز و مزاح پر مبنی ہیں۔

☆ یہ نظم ترنم کے ساتھ مل کر گائیں۔

☆ نظم مختلف طرزوں میں سنائیں۔

☆ پسندیدہ شعر چن لیں اور اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں تیار کریں۔

☆ اردو میں کھیتی باڑی سے تعلق رکھنے والے کئی ضرب المثل ہیں۔
ان کو جمع کر کے 'میرا گلشن' میں لکھیں۔

☆ بچو! کھیتی سے متعلقہ اس طرح کے اور بھی کئی لوک گیت ہیں۔
ان کو جمع کر کے 'میرا گلشن' میں لکھیں۔ پسندیدہ ایک گیت ترنم کے ساتھ پیش کریں۔

روٹیاں مزیدار ہیں

''واہ! کتنا خوبصورت ہے، واقعی گاؤں کا یہ نظارہ جنّت نما ہے''۔

دور دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے سلیم نے کہا۔

رافیل بیٹے! تم کب آ گئے؟ یہ کون ہے تمھارے ساتھ؟

ہم صبح سویرے آ گئے، یہ میرا ہم جماعت سلیم ہے ابا جان۔

بنگلور کے بڑے سوداگر احمد شاہ کا بیٹا ہے، وہ آپ سے ملنے آیا ہے۔

مجھ سے ملنے؟ کیا بات ہے بیٹے؟

ہاں پپا، وہ ہمارے گاؤں کی کھیتی باڑی اور آپ جیسے کسانوں کی محنت دیکھنے آیا ہے۔

اچھا بیٹے! اس کو سب کچھ دکھادو اور گھر لے جاؤ۔ باتیں وہیں ہوں گی۔شام کو میلا بھی دیکھنے جائیں گے۔

سنہرا رنگ لیے فصلیں، صاف شفاف پانی سے بھرے ندی نالے، دور دور تک پھیلی پہاڑیاں دیکھ کر سلیم بہت خوش ہوا، دونوں باتیں کرتے ہوئے گھر پہنچے۔

رافیل بیٹے، ناشتہ تیار ہے۔سلیم کو بھی بُلاؤ! ہم سب مل کر ناشتہ کریں۔

"یہ روٹیاں بڑے مزیدار ہیں امّی جان۔" روٹیوں کا مزہ لیتے ہوئے سلیم نے کہا۔

ہاں بیٹے، یہ ہمارے ہی کھیت کے دھان سے تیار کی گئی ہیں۔

ہم شہر کے لوگ کھانے کی تمام چیزیں بازار سے ہی خریدتے ہیں۔امّی جان!

آج کل کی ساری چیزوں میں ملاوٹ ہے بیٹے؟

کیمیائی کھاد کے غیر سائنسی استعمال سے نہ جانے کیا کیا بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ ہم اپنی محنت سے کھانے کی چیزیں بناتے ہیں۔فرنانڈز نے کہا۔

ٹھیک ہے ابا جان، آپ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں! خود محنت بھی کرتے ہیں اور دوسروں کے پیٹ بھی بھرتے ہیں۔

ضرور! ہم بڑے خوش نصیب ہیں، پھر بھی ہمارے دن رات کی محنت کون سمجھتا ہے؟

ہمارا دکھ درد کون جانتا ہے؟ موسم کی تبدیلی، پانی کی قلّت، اناج کی کم قیمت...

نہ جانے اور کیا کیا مسائل پیش آتے ہیں؟

ٹھیک ہے ابا جان، آپ جیسے کسانوں کے مسائل کے بارے میں ہم نے پریم چند کی کہانیوں میں پڑھا ہے۔

☆ کھیت کے خوبصورت نظارے دیکھ کر سلیم بے حد خوش ہوا۔
دونوں باتیں کرتے ہوئے گھر پہنچے۔ بچو! ان کی گفتگو کیا ہوگی؟ تیار کریں۔

☆ موسم کی تبدیلی، پانی کی قلت، اناج کی کم قیمت... نہ جانے کیا کیا مسائل پیش آتے ہیں۔ بچو! کسانوں کے مسائل کے بارے میں چند جملے لکھیں۔

☆ فرنانڈز سے ملنے کے بعد سلیم اور رافیل بنگلور واپس لوٹے۔
دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو تیار کریں۔

☆ کسی کسان کا انٹرویو لینے کے لیے چار سوالات تیار کریں۔

پوس کی رات

ہلکو نے اپنی بیوی سے کہا ''شہنا آیا ہے۔ لاؤ جو روپیہ رکھے ہیں، اسے دے دوں۔ کسی طرح گردن تو چھوٹے۔''

منّی بہو جھاڑو لگا رہی تھی۔ پیچھے پھر کر بولی تین ہی تو روپیہ ہیں دے دوں تو کمبل کہاں سے آئے گا؟ ماگھ پوس کی رات کھیت میں کیسے کٹے گی؟ اس سے کہہ دو کہ فصل پر روپیہ دیں گے۔ ابھی نہیں ہے۔

ہلکو تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پوس کی رات میں بغیر کمبل کے وہ کسی طرح کھیت پر نہیں سو سکتا۔ مگر شہنا مانے گا نہیں۔ وہ بھاری جسم لیے ہوئے اپنی بیوی کے پاس گیا اور خوش آمدانہ لہجہ میں کہا ''لا دے دے کمبل کے لیے اور کوئی تدبیر سوچوں گا۔''

منّی دور ہٹ کر بولی، کر چکے دوسری تدبیر، کون سی تدبیر کرو گے؟ کون خیرات میں کمبل دے دے گا؟ میں روپیے نہ دوں گی نہ دوں گی"

ہلکو رنجیدہ ہو کر بولا "تو کیا گالیاں کھاؤں"

ہلکو کی بات میں دل ہلانے والی سچائی تھی۔ منّی نے طاق پر سے پیسے اٹھائے اور لا کر ہلکو کے ہاتھ پر رکھ دے۔ ہلکو نے روپیے لیے اس طرح باہر چلا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنا کلیجہ نکال کر دینے جا رہا ہے۔

☆ "ہلکو نے روپیہ لے کر اس طرح باہر چلا۔
معلوم ہوتا تھا کہ اپنے کلیجہ نکال کر دے رہا ہے۔" کیوں؟

پوس کی اندھیری رات ہلکو اپنے کھیت کے کنارے اوکھ کے پتیوں کی ایک چھتری کے نیچے بانس کے کھٹولے پر اپنی پرانی گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوئے کانپ رہا تھا۔ نیچے اس کا ساتھی کتا 'جبرا' پیٹ میں منہ ڈالے سردی سے کوں کوں کر رہا تھا۔ دونوں کو نیند بھی نہیں آتی تھی۔

ہلکو نے گھٹنوں کو گردن میں چمٹائے ہوئے کہا "کیوں جبرا جاڑا لگتا ہے کہا تو تھا کہ گھر میں پرال پر لیٹ رہ۔ تو یہاں کیا لینے آیا تھا۔ جانتے تھے کہ میں حلوہ پوری کھانے جا رہا ہوں۔ دوڑتے ہوئے آگے آگے چلے آئے۔"

ہلکو نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔

''کل سے میرے ساتھ نہ آنا۔ نہیں تو ٹھنڈے ہو جاؤ گے۔ اٹھوں، ایک چلم بھروں، کسی طرح رات تو کٹے۔ یہ کھیتی کا مزہ ہے۔''

ہلکو اٹھا اور گڑھے میں سے ذرا سی آگ نکال کر چلم بھری۔ جبرا نے اپنے پنجے اس کے گھٹنوں پر رکھ دیے اور اس کے منہ کے پاس اپنا منہ لے گیا۔ ہلکو کو اس کی گرم سانس لگی۔ چلم پی کر ہلکو پھر لیٹا اور یہ طے کر لیا کہ چاہے جو کچھ بھی ہو۔ اب کی سو جاؤں گا لیکن ایک لمحہ میں اس کا کلیجہ کانپنے لگا۔ جاڑا کسی بھوت کی مانند اس کی چھاتی کو دبائے ہوئے تھا۔ جب کسی طرح نہ رہا گیا تو ہلکو نے جبرا کو اٹھایا اور اپنی گود میں سلا لیا۔ اسے اپنے گود میں چمٹائے ایسا سکھ معلوم ہوتا تھا۔ جو اسے مہینوں سے نہ ملا تھا۔ جبرا شاید یہ خیال کر رہا تھا کہ جنّت یہی

ہے اسی اثنا میں جبرا نے کسی جانور کی آہٹ سنی وہ جھبٹ کر اٹھا باہر آ کر بھونکنے لگا۔ ہلکو نے بار بار اسے بلایا، پر وہ اس کے پاس نہ آیا۔ کھیت میں چاروں طرف دوڑ دوڑ کر بھونکتا رہا۔ ایک گھنٹا گزر گیا۔ سردی بڑھنے لگی ہلکو اٹھ بیٹھا اور دونوں گھٹنوں کو چھاتی سے ملا کر سر کو چھپا لیا پھر بھی سردی کم نہ ہوئی۔

ہلکو کے کھیت سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک باغ تھا۔ ہلکو نے سوچا چل کر پتیاں بٹوروں اور ان کو جلا کر خوب تاپوں۔ اس نے پاس کے ارہر کے کھیت سے چند پودے اکھاڑ کر جھاڑو بنایا ہاتھ میں سلگتا ہوا اوپلہ لے باغ کی طرف چلا۔ جبرا بھی دم ہلائے پاس آیا۔

تھوڑی دیر میں پتیوں کا ایک ڈھیر لگ گیا۔ الاؤ جل اٹھا اس کی لو اوپر والے درخت کی پتیوں کو چھو چھو کر بھاگنے لگی۔ ہلکو نے جبرا سے کہا "کیوں جبرے! اب تو ٹھنڈ نہیں لگ رہی؟ جبرا نے کوں کوں کر کے گویا کہا "اب کیا ٹھنڈ لگتی ہی رہے گی؟

اس نے دم ہلائی۔

پتیاں جل چکی تھیں۔ باغ میں پھر اندھیرا چھا گیا تھا۔ ہلکو نے پھر چادر اوڑھ لی اور گرم راکھ کے پاس بیٹھا ہوا گیت گنگنانے لگا۔ اس کے جسم میں گرمی آ گئی تھی دفعتاً جبرا زور سے بھونک کر کھیت کی طرف بھاگا۔ ایسا معلوم ہوا جانوروں کا ایک غول اس کے کھیت میں آ گیا ہے۔ شاید نیل گایوں کا تھا ان کے کودنے اور دوڑنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ وہ کھیت میں چر رہی ہیں۔ اس نے دل میں سوچا "نہیں جبرا کے ہوتے ہوئے کوئی جانور کھیت میں نہیں آ سکتا۔" اس نے زور سے آواز لگائی "جبرا جبرا" جبرا

بھونکتا رہا۔ اس کے پاس نہ آیا۔ ہلکو کو اس وقت اپنی جگہ سے ہلنا زہر معلوم ہوتا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ بیٹھے بیٹھے جانوروں کو بھگانے کے لیے چلّانے لگا۔

منشی پریم چند (۱۹۳۶-۱۸۸۰)

اردو کے مشہور افسانہ اور ناول نگار منشی پریم چند کا اصل نام دھنپت رائے ہے۔ وہ ۳۱ / جولائی ۱۸۸۰ء کو پانڈے پور ضلع بنارس کے قریب لمہی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم فارسی میں ہوئی۔ آپ کو بچپن ہی سے کہانیاں پڑھنے کا شوق تھا۔ یہی شوق افسانہ لکھنے کا باعث بنا۔ انھوں نے اردو اور ہندی زبانوں میں کئی افسانے اور ناول لکھے ہیں۔ گؤدان، نرملا، غبن، میدانِ عمل وغیرہ ان کے مشہور ناول ہیں۔ کفن، دو بیل، منتر، گلی ڈنڈا، پوس کی رات وغیرہ ان کے مشہور افسانے ہیں۔ 'پریم پچیسی، پریم بتیسی' ان کے افسانوں کے مجموعے ہیں۔ ان کے افسانے اور ناولوں میں ہندوستان کی دیہاتی زندگی کی جیتی جاگتی تصویریں ملتی ہیں۔

☆ اردو میں پریم چند جیسے بہت سے افسانہ نگار ہیں۔
چند افسانہ نگاروں کے نام جمع کر کے کسی ایک پر نوٹ تیار کریں۔

☆ پوس کی رات کا کونسا کردار آپ کو اچھا لگا۔ کیوں؟ پسندیدہ کردار پر نوٹ تیار کریں۔

☆ جبرا بھونکتا رہا، ہلکو اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ وہ بیٹھے بیٹھے جانوروں کو بھگانے کے لیے چلّانے لگا... بتّو! آخر کھیت کے فصل کی حالت کیا ہوئی ہوگی؟ کہانی کو آگے بڑھائیں۔

بیساکھی

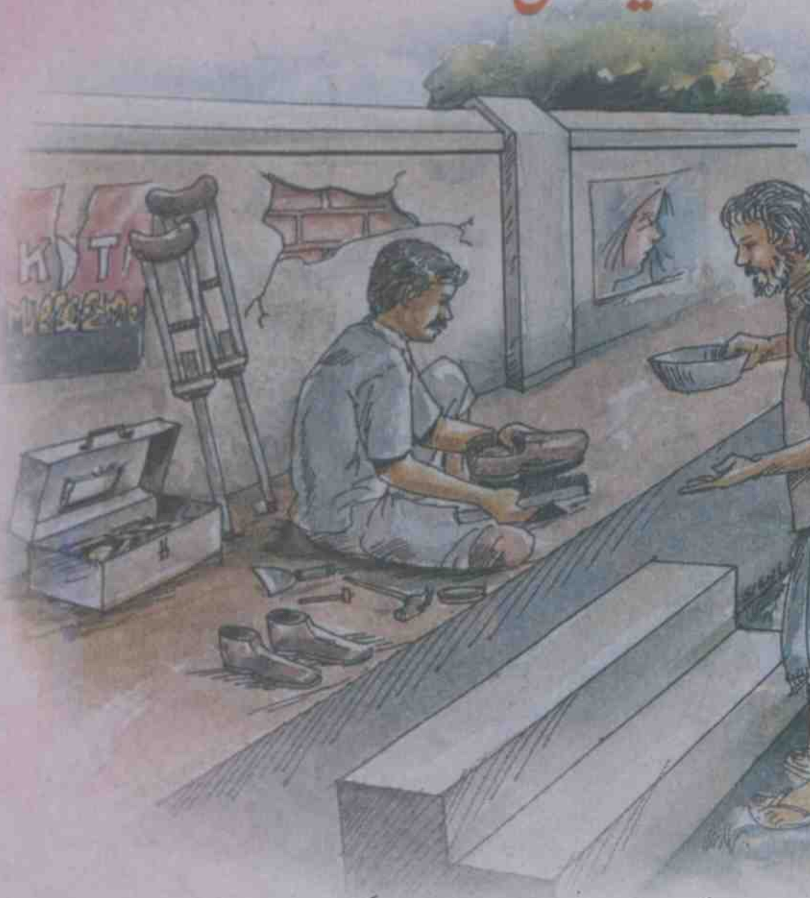

شام کو گاؤں کے سارے لوگ کاشت کاری کا میلہ دیکھنے کے لیے پنچایت کے میدان کی طرف چلنے لگے۔ سلیم بھی فرنانڈز کے گھر والوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ میلہ میں کئی دکانیں تھیں، کھیتی کے مختلف پیداوار، طرح طرح کی حیاتیاتی کھاد، بیج وغیرہ سجا کر رکھے تھے۔ سلیم نے بھی رافیل کے ساتھ میلہ دیکھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ "یہ گاؤں کے کسان لوگ کتنے محنتی ہیں! وہ محنت کر کے اپنے گھر بار ہی کو نہیں بلکہ ہمارے دیس کو بھی بچا رہے ہیں۔"

اتنے میں اسٹیج پر اعلان ہو رہا تھا۔

''تھوڑی دیر کے بعد ڈراما 'بیساکھی' شروع ہونے والا ہے۔''

(پردہ اُٹھتا ہے)

(بازار میں طرح طرح کی دکانیں ہیں۔ ایک طرف کونے میں گھڑیوں کی ایک چھوٹی سی دکان ہے۔ دکان کے سامنے کے حصّے میں شیشے کی الماری میں گھڑیاں سجی ہوئی ہیں۔ ایک شوکیس کے پیچھے یوسف بیٹھا ہوا کام کر رہا ہے۔ سڑک پر سے سر اور جسم کا کچھ حصّہ دکھائی دے رہا ہے۔ یوسف کے استاد اس کے پاس کھڑے ہیں اور اس سے باتیں کر رہے ہیں۔)

ماسٹر صاحب : میں نے تو تمھیں اپنی پرانی گھڑی مرمّت کرنے کے لیے دی تھی۔
تم نے اس کے ساتھ ایک نئی گھڑی کیوں بھیجی؟

یوسف : جناب! میں جب پڑھتا تھا اس وقت سے آپ کے پاس وہی گھڑی دیکھ رہا ہوں۔ آپ کی کلائی میں ایک نئی گھڑی دیکھنا میری دیرینہ خواہش تھی۔

ماسٹر صاحب : بہت خوب! میں تمھارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔
میں تو اس نئی گھڑی کو واپس کرنے آیا تھا
(ماسٹر صاحب جیب سے نئی گھڑی نکالتے ہیں)
لیکن تمھاری محبت دیکھ کر اب میں اسے رکھ لوں گا۔

مگر تمھیں اس کی قیمت لینی ہوگی اور تم انکار نہیں کروگے۔

یوسف :نہیں جناب! میں نہیں لوں گا اسے آپ اپنے شاگرد کی طرف سے ایک تحفہ سمجھ کر رکھ لیجیے۔

ماسٹر صاحب :نہیں، قیمت تو تمھیں لینی ہی ہوگی۔ میں اسے یوں ہی قبول نہیں کر سکتا۔

یوسف :جناب! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ چلیے، اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو میں اس کی اصل قیمت لے لوں گا۔

(ماسٹر صاحب قیمت ادا کر کے روانہ ہوتے ہیں۔ اسی وقت دکان پر گڈھو نامی ایک ہٹا کٹا نوجوان ہاتھ پھیلائے آ کھڑا ہوتا ہے۔)

گڈو :صاحب! میں بھوکا ہوں اور میرے چھوٹے بھائی بہن بھی بھوکے ہیں۔ میری کچھ مدد کیجیے۔

(یوسف گڈو کو اوپر سے نیچے تک حیرت سے دیکھتا ہے)

یوسف :تم ہٹے کٹے ہو۔ جھوٹ بول کر بھیک مانگتے ہو! بھائی بہنوں کا تو بس بہانا ہے۔

گڈو :صاحب! میں جھوٹ نہیں بولتا۔ آپ کو اگر یقین نہ ہو تو میرے ساتھ چلیے۔ میرا گھر قریب ہی ہے۔

آپ خود انھیں دیکھ لیں گے۔

(اچانک گڈو کی نظر دکان کے ایک کونے میں رکھی ہوئی بیساکھی پر پڑتی ہے اور وہ کچھ سوچنے لگتا ہے۔ یہ بیساکھی کس کی ہے؟)

یوسف :اچھا ٹھیک ہے چلو، میں تمھارے گھر چل کر دیکھتا ہوں۔

(یوسف بیساکھی اٹھاتا ہے اور ملازم سے کہتا ہے)

دکان کا خیال رکھنا۔ میں ابھی آیا۔

گڈو :اوہ! تو یہ بیساکھی آپ کی ہے!

(یوسف کے ہاتھ میں بیساکھی دیکھ کر گڈو واپس جانے لگتا ہے)

یوسف :ارے بھائی کہاں چلے، بھائی بہنوں کے لیے کچھ نہیں لو گے؟

گڈو :شکریہ! اب مجھے احساس ہو گیا۔

آپ نے مجھے بہت کچھ دے دیا۔

☆ گڈو نے کہا ''آپ نے مجھے بہت کچھ دے دیا۔'' اس نے ایسا کیوں کہا؟

☆ ڈراما کو کہانی کی شکل میں تیار کریں۔

☆ ڈراما کے پسندیدہ کردار پر اپنے خیالات پیش کریں۔

☆ ڈارمارول پلے کے ذریعہ پیش کریں۔

معیّن صلاحیتیں

- کھیتی باڑی اور محنت مزدوری سے متعلقہ نظمیں سن کر لطف اندوز ہونے اور ترنّم کے ساتھ گانے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ مماثل نظمیں جمع کرنے اور پسندیدہ نظم ترنم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
- موزوں الفاظ پہچان کر ان کی مدد سے مصرعے بنانے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ گفتگو سن کر اور پڑھ کر مفہوم سمجھنے کی صلاحیت۔
- گفتگو کے آداب والقاب سمجھ کر ماحول کے مطابق فطری انداز میں گفتگو کرنے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ گفتگو تیار کرنے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ کہانیاں سن کر اور پڑھ کر مفہوم سمجھنے کی صلاحیت۔
- پسندیدہ کردار پر نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
- اشارے کی مدد سے کہانی تیار کرنے کی صلاحیت۔
- افسانہ نگاروں کی فہرست تیار کرنے اور ان پر نوٹ لکھنے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ ڈراما پڑھ کر اور دیکھ کر مفہوم سمجھنے کی صلاحیت۔
- ڈرامے کو کہانی کی شکل میں تبدیل کرنے کی صلاحیت۔
- پسندیدہ کرداروں پر نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
- ڈراما اسٹیج کرنے کی صلاحیت۔

یونٹ ۴

تن من سے خوشی منائیں

تندرستی ہی کے دم سے زندگی کا ہے وقار
تندرستی گر نہ ہو تو زندگی بنتی ہے بار

KT-247-4/Urdu-9

زندگی کا لمحہ

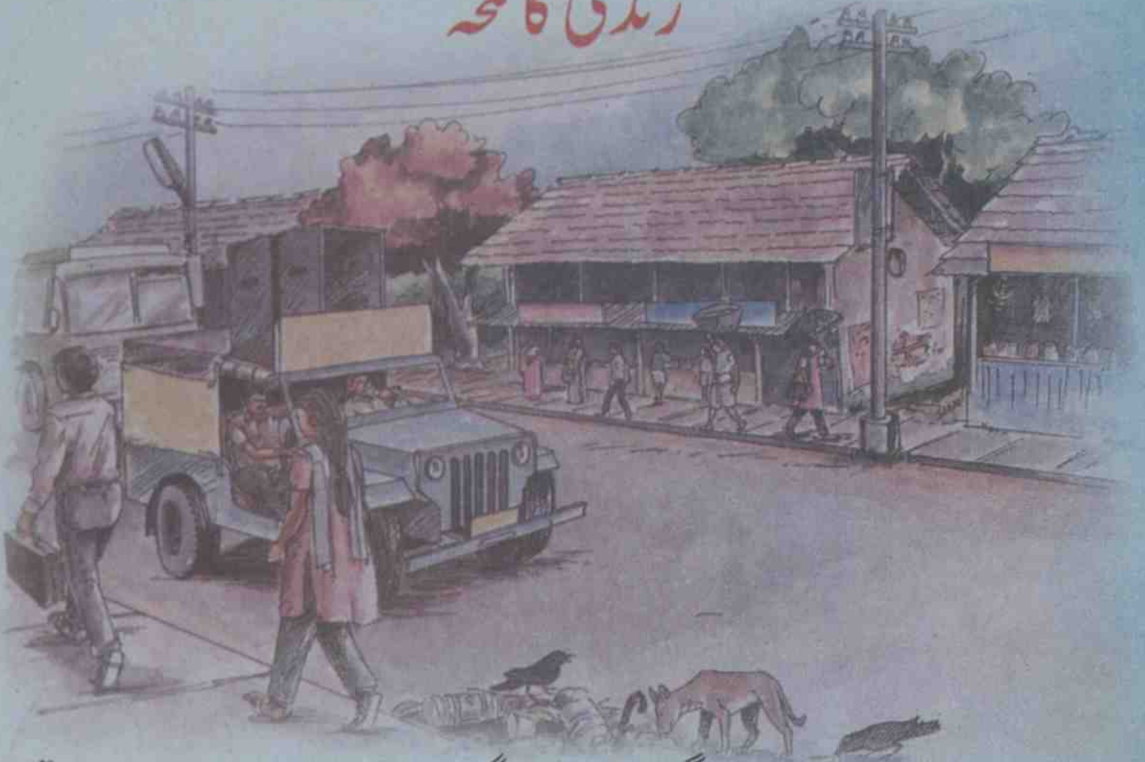

شام کا وقت تھا۔ حمایت نگر گاؤں کے لوگ اپنے کام کاج میں مصروف تھے۔
بازار میں چہل پہل تھی۔ اتنے میں ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کی ایک گاڑی وہاں آ کر رکی۔

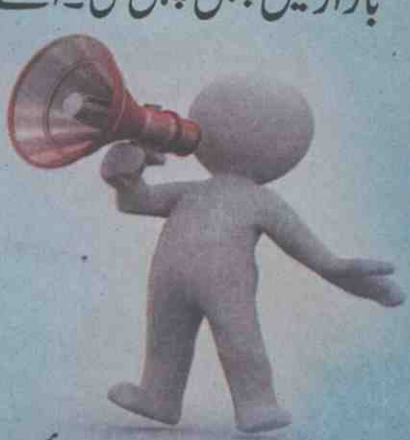

گاؤں والو!

''ماحول کو صاف رکھو بیماری سے بچاؤ''

''ماحول کو صاف رکھنا ہمارا فرض ہے''

''وبائی امراض سے خود بچّو اور دوسروں کو بچاؤ''

جگہ جگہ پھیلے ہوئے وبائی امراض کو قابو میں لانے کے لیے بیداری پروگرام ہو رہا تھا۔ ساتھ ساتھ گاڑی سے ایک نظم سُنائی دے رہی تھی۔

تندرستی ہی کے دم سے زندگی کا ہے وقار
تندرستی گر نہ ہو تو زندگی بنتی ہے بار
خون کے قطروں سے ہم نے سینچ رکھا تھا چمن
ایک ہی آندھی جو آئی لٹ گئی فصلِ بہار
پھر دوبارہ کب میسّر ہوں مجھے لمحات وہ
تندرستی کی بدولت مجھ کو حاصل ہو قرار
مضمحل امراض سے ہیں میری ساری قوّتیں
اپنے حالِ زار پر میں رو رہی ہوں زار زار
کیوں نہ وہ آخر کرے پھر اپنی قسمت کا گِلہ
زندگی جس کی ہوئی ہے یوں مصائب کا شکار
تا بہ کہ رنج و مصیبت میں رہے وہ اے خُدا
مانگتی ہے تجھ سے زہرؔہ تندرستی باربار

زہرؔہ بتول

بتول النّساء زہرہ

محترمہ بتول النّساء زہرہ ۱۰/جنوری ۱۹۳۵ء کو ریاست کرناٹک کے کولار ضلع میں پیدا ہوئیں۔ بنیادی طور پر وہ نظم کی شاعرہ ہیں۔ آپ کی زبان نہایت صاف، عام فہم اور آسان ہے۔ خیالات میں اصلاحِ معاشرہ، اور خاص طور پر اصلاحِ نسواں کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔ ان کے کلام اردو کے مختلف رسائل اور اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔

☆ بچّو! یہ نظم ترنّم سے گائیں۔

☆ نیچے دیے گئے شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیں۔

تندرستی ہی کے دم سے زندگی کا ہے وقار
تندرستی گر نہ ہو تو زندگی بنتی ہے بار

☆ اس نظم سے اپنا پسندیدہ شعر چن کر لکھیں اور اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

☆ ''صحت کے لیے صفائی ضروری ہے۔''
سیمینار میں پیش کرنے کے لیے اس موضوع پر مقالہ تیار کریں۔

مچھر گئے بیماری گئی

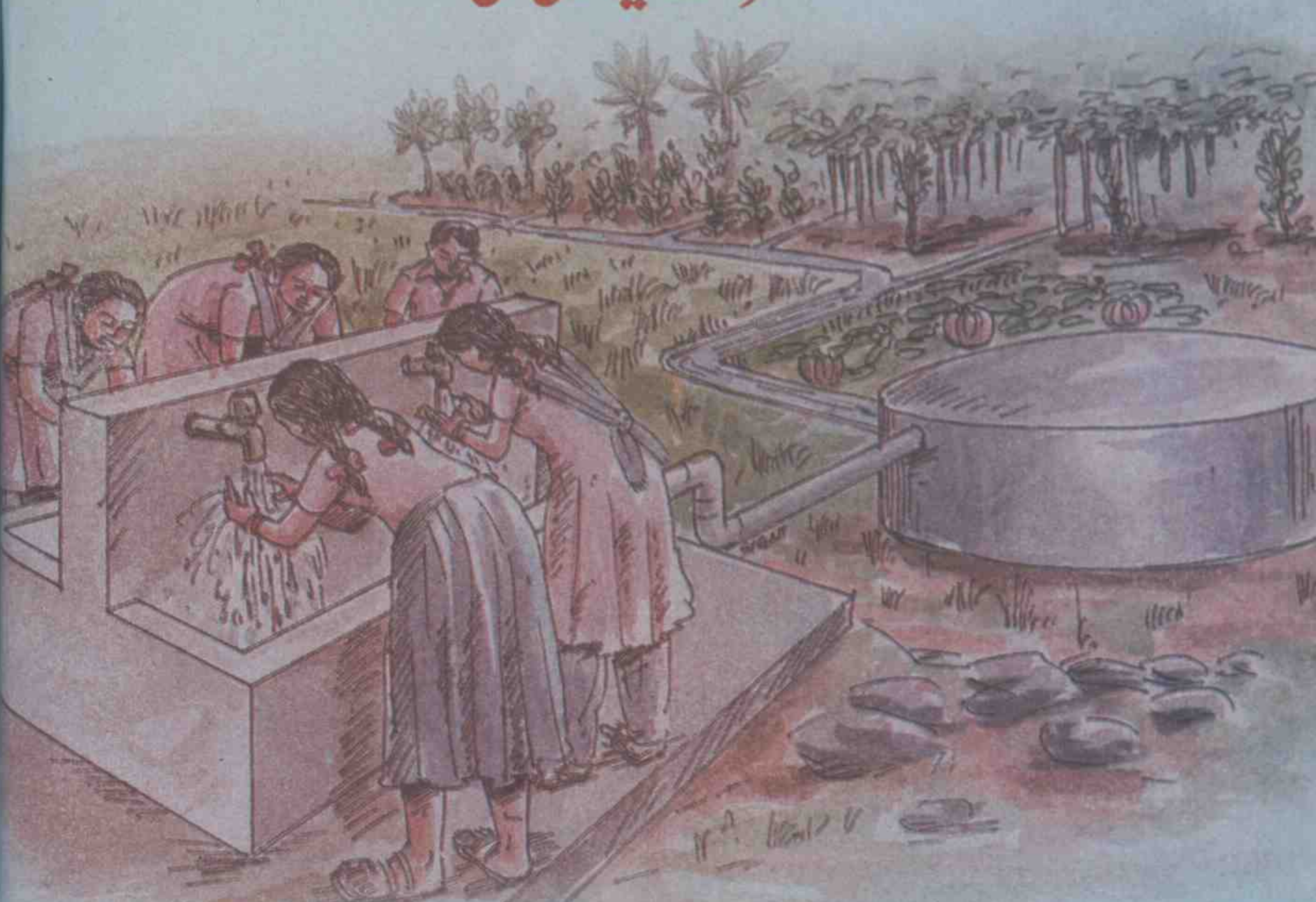

آج شام ساڑھے چار بجے پنچایت کے لائبریری ہال میں عوامی صحت پر بحث ہوگی۔ تمام گاؤں والوں سے گزارش ہے کہ پروگرام میں شرکت کریں...

لائبریری ہال میں لوگ جمع ہونے لگے۔ صدرِ پنچایت، ہیلتھ انسپکٹر وغیرہ تشریف لائے۔ ''ہمارے گاؤں میں پھیلی ہوئی بیماریوں سے ہم کیسے نجات پا سکتے ہیں؟'' ہیلتھ انسپکٹر کے اس سوال سے بحث کا آغاز ہوا۔

لوگ اپنے اپنے خیالات پیش کرنے لگے۔ پروگرام کے درمیان صدرِ پنچایت جمال صاحب نے اپنے تجربے کا ایک واقعہ پیش کیا۔

☆ ''ہمارے گاؤں میں پھیلی ہوئی بیماریوں سے ہم کیسے نجات پا سکتے ہیں؟''
اس موضوع پر آپ کو بات کرنے کا موقع ملے تو آپ کیا کیا کہیں گے؟
ایک تقریر تیار کریں۔

دو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ شانتی نگر میں ڈینگی، ملیریا جیسی بیماریاں پھیل رہی تھیں۔ وجہ یہ تھی کہ محلے کے لوگ اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ اور سڑی چیزیں ایک جگہ ڈال دیا کرتے تھے، اسی احاطے میں ایک نل بھی لگا ہوا تھا۔ جس سے لوگ پانی بھرتے تھے۔ لوگ دن بھر نل کے نیچے کپڑے دھوتے اور برتن صاف کرتے رہتے تھے۔ تمام دن کپڑوں کا میل، کھانے کا جھوٹن وہاں جمع ہوتے تھے۔ چند ہی روز میں یہ نالی گندی اور گدلی بن گئی۔ اس لیے یہاں مچھر پیدا ہوئے اور بیماریاں بھی۔ اس سلسلہ میں ہیلتھ سنٹر کے ڈاکٹر مسعود نے علاقہ کا دورہ کیا اور گاؤں والوں کو اکٹھا کر کے یہ کہا۔ ''محلّے میں بیماریاں پھیلنے کے ذمّہ دار ہم خود ہیں۔ اس سے نجات پانا ہمارے لیے ضروری ہے۔ اگر ہم چاہیں تو یہ ممکن ہوسکتا ہے''۔ انھوں نے نل کے پیچھے جو فالتو زمین میدان کی صورت میں پڑی ہے اُس طرف اشارہ کر کے کہا کہ چلو، ہم لوگ یہاں پر سبزیوں کے بیج ڈالیں۔ نالی سے بہنے والے پانی کا صحیح استعمال کریں۔

چند مہینوں کے بعد ڈاکٹر صاحب دوبارہ وہاں آئے تو اس احاطے کی شکل ہی بدل چکی تھی۔ نالی کے آس پاس سبزیوں کا کھیت دکھائی دیا۔ اس منظر کو دیکھ کر ڈاکٹر مسعود باغ باغ ہوگئے۔

صدر پنچایت کی باتیں ختم ہوتے ہی لوگ تالیاں بجانے لگے۔

اتنے میں وارڈ ممبر سُمتی ٹیچر کھڑی ہوگئی اور بولنے لگی۔ واہ ! یہ واقعہ ہم سب کے لیے ایک نمونہ ہے۔ ہمارے گاؤں میں بھی بہت ساری نالیاں ہیں، جن سے مچھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

پروگرام میں شرکت کرنے والے حضرات نے بحث میں حصّہ لیا اور نئی نئی تجویزیں پیش کیں۔

☆ "محلّے میں بیماریاں پھیلنے کے ذمّہ دار ہم خود ہیں۔ اس سے نجات پانا ہمارے لیے ضروری ہے۔ اگر ہم لوگ چاہیں تو یہ ممکن ہے"۔
ڈاکٹر صاحب کا یہ قول کہاں تک صحیح ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

☆ ذاتی صفائی میں ہم لوگ بہت آگے ہیں، لیکن آس پاس کے ماحول کو صاف سُتھرا رکھنے میں بہت پیچھے ہیں۔
اس پر آپ کی رائے کیا ہے؟ چند جملوں میں لکھیں۔

لاجواب جوتے

پروگرام ختم ہونے پر رشیدہ اپنے گھر لوٹی۔ اس نے جلدی جلدی کھانا تیار کیا۔

بیٹا اجمل! کھانا تیار ہے۔ آؤ، آؤ، جلدی آؤ!

مجھے بھوک نہیں ہے امّی۔ بعد میں کھاؤں گا۔

کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا بیٹا۔ جلدی آؤ!

نہیں امّی! میں ایک مزیدار کہانی پڑھ رہا ہوں۔ پہلے یہ پورا کروں!

میاں مچھندر کا اصل نام تو کچھ اور ہی تھا، لیکن یہ خطاب
انھیں ان کی بڑی بڑی مونچھوں کی وجہ سے دیا گیا تھا۔
وہ ایک عطر فروش تھے۔ دولت مند تھے مگر کنجوس،
نہ اچھا کھاتے اور نہ اچھے کپڑے پہنتے۔
ان کے جوتے اتنے مشہور تھے کہ
شہر کے تمام موچیوں کی زیارت کر چکے تھے۔
اگر کوئی اُن سے اپنے جوتے بدلنے کی بات کہتا تو
وہ یوں کہتے تھے "بھیا! ہمیں یہ وراثت میں ملے ہیں۔
بزرگوں کی اس نشانی کو میں کیسے چھوڑ دوں؟"

ایک دن کا واقعہ ہے کہ میاں مچھندر نماز پڑھنے کے لیے شاہی مسجد میں داخل ہوئے اور اپنے جوتے حمام کے پاس اتار کر رکھے۔ اتنے میں حمام صاف کرنے والا پہنچ گیا۔ گندے اور بدنما جوتے حمام کے سامنے پڑے دیکھے۔ اُس نے سوچا کہ اگر قاضی صاحب نے دیکھ لیا تو کیا کہیں گے۔ اس نے جوتے اٹھا کر دور ایک کونے میں رکھ دیے ۔میاں مچھندر نماز پڑھ کر باہر نکلے تو اپنے جوتوں کی جگہ ایک خوبصورت شاہی جوتے پڑے پائے۔ انھوں نے بے تکلّف نئے جوتے پہنے اور دوکان کی طرف چل دیے۔

☆ مچھندر شاہی جوتے پہن کر دوکان کی طرف چل پڑے۔

اس وقت ان کے دل میں کیا کیا خیالات ابھر آئے ہوں گے؟

دراصل یہ جوتے قاضی صاحب کے تھے۔ اسی دن نئے نئے خریدے تھے۔ جب وہ نہا کر باہر نکلے تو جوتے غائب۔ خبر سُن کر لوگ جمع ہوگئے۔ ڈھونڈنے پر میاں مچھندر کے لاثانی جوتے مل گئے۔ لوگ فوراً میاں مچھندر کو پکڑ کر قاضی صاحب کے پاس لائے۔ چور رنگے ہاتھوں پکڑا جائے تو گواہ کی کیا ضرورت؟ چوری کے جرم میں تین مہینہ کی سزائے قید سنائی گئی۔

جیل سے رہا ہوئے تو زندگی میں پہلی بار انھیں خود اپنے جوتے بُرے لگنے لگے۔

☆ مچھندر کو زندگی میں پہلی بار اپنے جوتے بُرے لگنے لگے۔

اس کی وجہ کیا ہوگی؟ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

چلتے چلتے مچھندر گھر پہنچے۔ سوچا کہ جوتوں کو ندی میں پھینک دینا بہتر ہوگا۔ رات ہونے پر مچھندر جوتوں کو بغل میں دبا کر دریا کی طرف چل پڑے۔ نفرت اور غصّے سے انھوں نے جوتوں کو ندی میں پھینک دیا اور گھر کا راستہ لیا، سوچا کہ اب اس مصیبت سے چھٹکارا ملا ہے۔ لیکن خدا کی قدرت دیکھیے۔

ابھی وہ گھر بھی نہ لوٹے تھے کہ دو مچھیرے وہاں پہنچ گئے۔ ندی میں مچھلیاں پکڑنے کے لیے جال پھینکے ہوئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں محسوس کیا کہ کوئی اچھا شکار ہاتھ لگ گیا ہے۔ مچھیروں نے جال کھینچنا شروع کیا۔ اوپر آئے تو کیا دیکھتے ہیں؟۔ مچھلی کی جگہ بدنما جوتے...

☆ بچّو! ''جال کھینچے تو مچھلی کی جگہ بدنما جوتے۔'' اس وقت مچھیروں کے درمیان کیا کیا گفتگو ہوئی ہوگی؟ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

ان جوتوں کو پہچاننے میں کچھ دیر نہ لگی۔ جوتے پورے علاقہ میں مشہور تھے۔ سوچا کہ یہ شگون اچھا نہیں ہوا۔ مچھیروں نے ان منحوس جوتوں کو میاں مچھندر کی دوکان میں پھینک دیے۔ جوتے ٹھیک شیشوں پر گرے اور تمام شیشے ٹوٹ گئے۔ میاں جب دکان پر آیے تو کیا دیکھتے ہیں؟ تمام شیشے ٹوٹے پڑے ہیں۔ اپنے جوتے دیکھ کر سوچنے لگے کہ یہ کمبخت جوتے مجھے کہیں کا نہیں رہنے دیں گے۔

اُنھوں نے جوتے اُٹھا کر شہر سے دور انجان جگہ چل دیا۔ سوچا کہ یہی مناسب جگہ ہے۔ وہاں اُنھیں ایک حوض دکھائی دیا۔ جوتے حوض میں ڈال کر دوکان پر چلے آئے۔

بے چارے مچھندر کو کیا معلوم تھا کہ اسی حوض سے شاہی محلوں میں پانی پہنچایا جاتا ہے۔ حوض میں گرتے ہی جوتے پانی کے نلوں میں جا گھسے۔ شاہی محلوں کے نالوں میں پانی آنا بند ہو گیا۔ ہر طرف سے شور مچ گیا۔ فوراً چھان بین شروع ہوگئی۔ پتہ چلا کہ کوئی چیز نلوں میں اٹکی ہوئی ہے۔ نکال کر دیکھا تو میاں مچھندر کے جوتے۔ حکم ہوا کہ میاں مچھندر کو فوراً عدالت میں پیش کیا جائے۔ اس مرتبہ سزائے قید نہ ملی لیکن رہائی کے لیے بھاری جرمانہ ادا کرنا پڑا۔

تنگ آکر میاں مچھندر نے فیصلہ کیا کہ ان جوتوں کو کسی مناسب جگہ دفن کر دینا چاہیے۔ پڑوس کے ایک باغ میں پہنچ کر گڑھا کھودنا شروع کیا۔ کسی چغلی خور نے پولیس کو خبر دی کہ میاں مچھندر نے کسی کو قتل کر دیا ہے۔ لاش کو دفن کر رہا ہے۔ خبر ملتے ہی تھانے دار صاحب اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچے اور مچھندر کو گرفتار کر کے لے گئے۔ بے چارے بہت روئے چلّائے کہ میں نے کسی کی جان نہیں لی، بلکہ اپنے منحوس جوتوں کو دفن کیا ہے۔ انھوں نے پولیس کو منوانے کی کوشش کی، لیکن پولیس نے جوتوں کو گاڑنے کی اجازت نہ دی۔

مچھندر کے لاثانی جوتے پھر بھی اپنے کرشمے دکھاتے رہے۔

☆ مچھندر نے کسی کو قتل کرکے لاش دفن کرنے کی کوشش کی، خبر سن کر پولیس والے آ پہنچے۔
اس واقعہ پر ایک اخباری رپورٹ تیار کریں۔

☆ مچھندر کی طرح کنجوس لوگوں کی اور بھی کئی لطیفے یا کہانیاں آپ نے بھی سنی ہوں گی۔ جمع
کرکے فطری انداز میں پیش کریں۔

☆ بچو! جرمانہ ادا کرنے کے بعد مچھندر اپنے جوتوں کو ہاتھ میں لے کر حاضرین سے مخاطب
ہوا تو انھوں نے کیا کیا کہا ہوگا؟ ایک مختصر تقریر تیار کریں۔

☆ بچو! فضول اور رڈی چیزیں لاپروائی سے پھینکنے سے کیا کیا مسائل پیدا ہوتے ہیں۔
چند جملے لکھیں۔

☆ مچھندر کے لاثانی جوتے پھر بھی اپنا کرشمہ دکھاتے رہے۔
اس کہانی کو آگے بڑھائیں۔

دانتوں سے قبر کھودتا ہے

آدھی رات ہوگئی۔ اجمل کو نیند نہیں آئی۔

اجمل بیٹے کیا ہوا؟ ابھی تک نہیں سوئے؟

مجھے پیٹ میں تھوڑا سا درد ہو رہا ہے۔ نیند نہیں آتی ہے۔

رات دیر ہوتی رہی، پیٹ کا درد بڑھتا گیا۔ اجمل روتا رہا۔ ماں تسلّی دیتی رہی۔

"اے خدا! کیا کروں۔ کیسے اسپتال پہنچوں؟"

اسی حالت میں رات گزار دی۔ صبح ہوتے ہی رشیدہ اجمل کو لے کر باہر نکلی۔

اتنے میں محلّے کا آٹو والا منوہر ادھر آیا۔

دونوں منوہر کی گاڑی میں اسپتال پہنچے۔

مریضوں کی اتنی بھیڑ؟

اب ہم کیا کریں منوہر؟ ڈاکٹر سے کیسے ملیں؟

دیدی! آپ پریشان نہ ہوں۔ ڈاکٹر سے ملنے کا موقع جلد ہی مل جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد رشیدہ بیٹے کو لے کر ڈاکٹر کے پاس گئی۔

بتایئے کیا ہوا بیٹے کو؟

کیا کہوں ڈاکٹر صاحب!

کل آدھی رات سے پیٹ کے درد سے میرا بچہ.........

فکر مت کیجیے۔ جلد ٹھیک ہو جائے گا۔

بچّے کی نبض پکڑ کر ڈاکٹر نے رشیدہ کو تسلّی دی۔

بیٹا! کل کیا کھایا تھا؟

کل شام کو باہر کا کھانا کھایا تھا۔ اجمل نے دھیمی آواز میں کہا۔

دوا دے کر اجمل کو آرام کے لیے کمرہ میں بٹھایا۔

میرے بیٹے کو کیا ہُوا ڈاکٹر صاحب؟ رشیدہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

لگتا ہے باہر کا کھانا کھانے سے یہ اثر ہوا ہے۔ خون کا ٹسٹ کرنا ہوگا۔

باہر کھانا کھانے کا اثر؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

ہاں دیدی! ہمارے بچّے آج کل فاسٹ فڈ کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ لوگ آرام پسند اور کام چور بن گئے ہیں۔ محنت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ نہ جانے اس سے کیا کیا مسائل پیش آئیں گے؟

ہاں ڈاکٹر صاحب! لیکن میں تو گھر پر کھانا تیار کرتی ہوں۔

پھر بھی وہ...

ہاں دیدی! آج کل انسان دانتوں سے اپنی قبر خود کھود رہے ہیں۔

آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں ڈاکٹر صاحب۔

☆ بچو! آج کل اسپتالوں میں بیماروں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔
اس کی وجوہات کیا کیا ہوں گی؟

☆ ”لوگ آرام پسند اور کام چور بن گئے ہیں۔ وہ محنت سے منہ موڑ لیتے ہیں نہ جانے اس سے کیا کیا مسائل پیش آئیں گے۔“ ڈاکٹر ایسا کیوں کہتا ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

☆ ”آج کل انسان دانتوں سے اپنی قبر خود کھود رہے ہیں۔“
اس پر اپنے خیالات پیش کریں۔

☆ بچو! اگلے ہفتہ رشیدہ اپنے بیٹے اجمل کو لیکر ڈاکٹر کے پاس آئی۔ دونوں کے درمیاں کیا کیا باتیں ہوئی ہوں گی؟ گفتگو تیار کریں۔

معیّن صلاحیتیں

- تندرستی اور صفائی سے متعلقہ گیت اور نظمیں سن کر اور پڑھ کر لطف اندوز ہونے کی صلاحیت۔
- گیت اور نظمیں مختلف طرزوں میں ترنّم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
- گیت یا نظمیں پڑھ کر مطلب سمجھنے اور اپنے الفاظ میں لکھنے کی صلاحیت۔
- مماثل نظمیں جمع کرنے اور ترنّم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
- تندرستی اور صفائی سے متعلقہ مضمون، انشائیے، بیانیے وغیرہ پڑھ کر سمجھنے کی صلاحیت۔
- تندرستی اور صفائی سے متعلقہ چھوٹے چھوٹے جملے تیار کرنے کی صلاحیت۔
- مختلف موضوع سے متعلقہ چھوٹے چھوٹے بیانیے اور نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
- تندرستی اور صفائی سے متعلقہ کہانیاں سن کر پڑھ کر سمجھنے اور تحسینی نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
- کہانیاں پڑھ کر پسندیدہ کردار پر نوٹ لکھنے کی صلاحیت۔
- کہانیاں اشاروں کی مدد سے آگے بڑھانے کی صلاحیت۔
- موضوع سے متعلقہ چھوٹی چھوٹی کہانیاں تیار کرنے کی صلاحیت۔
- مماثل کہانیاں جمع کرنے کی صلاحیت۔
- مختلف گفتگو سن کر یا پڑھ کر سمجھنے کی صلاحیت۔
- گفتگو کے آداب والقاب سمجھ کر چھوٹی چھوٹی گفتگو تیار کرنے کی صلاحیت۔
- فطری انداز میں گفتگو کرنے کی صلاحیت۔
- مخصوص شخصیت سے انٹرویو لینے کے لیے مناسب سوالات تیار کرنے کی صلاحیت۔
- گفتگو کو رول پلے کے ذریعہ پیش کرنے کی صلاحیت۔

یونٹ ۵

مل جل کر پیار بڑھائیں

گنگا جمنا کی لہروں میں سات سُروں کا سرگم
تاج ، ایلورا جیسے سندر تصویروں کا البم

آنکھ کا نور

مہناز بانو شام کو اپنے دوستوں کے ساتھ گھر آئی۔

"دیکھیے امّی ، یہ کون آئے ہیں؟"

"آؤ مرلن ، آؤ ارجن ! آپ کیسے ہیں بیٹے ؟ دونوں کو دیکھ کر بہت دن ہو گئے۔

آج کیا خاص بات ہے؟"

"ہم ٹھیک ہیں امّی جان۔ اگلے ہفتے اسکول میں اردو کلب کے ماتحت بزمِ ادب منعقد

ہونے والا ہے۔ اس کی تیّاریاں کرنی ہیں۔"

"کیا کیا پروگرام ہیں دوستو؟"

☆ بچّو! بتایئے، اسکول کے بزمِ ادب میں کیا کیا پروگرام ہوتے ہیں؟

"گیت، غزل، تقریر، ڈراما وغیرہ۔

پہلے ہم تقریر کے لیے ایک نوٹ تیار کریں۔

'ہندوستان میں اردو' اس موضوع پر ارجن تقریر پیش کرنے والا ہے۔"

"ہاں ضرور، ارجن! آج کل ٹی۔وی۔ میں اردو کا ایک خاص پروگرام چل رہا ہے۔ ابھی وقت ہے۔ شاید آپ کے کچھ کام آئے گا!"

ٹھیک ہے بھیّا، ٹی۔وی۔ آن کیجیے۔

سب بولیوں سے اچھی اردو زباں ہماری
بولی یہی ہے اب اے ہندوستاں ہماری

ٹی۔وی۔ آن کرتے ہی سُریلی آواز آنے لگی۔

"خواتین وحضرات، آداب عرض ہے! میں ہوں سیما پرکاش۔

اردو وژن چینل کا خاص پروگرام 'سرمایۂ اردو' میں آپ سب کا خیر مقدم ہے!

مسافر ہیں ہم تو چلے جا رہے ہیں
بڑا ہی سہانا غزل کا سفر ہے

آپ لوگ جانتے ہیں کہ غزل اردو کی آبرو ہے، شاعری کی جان اور سنگیت کی شان ہے! دنیا میں اردو غزل کی مقبولیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ آیئے، غزل کے چند اشعار سے پروگرام کا آغاز کریں۔ مشہور گلوکار مہدی حسن کی آواز میں سنیے۔"

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آ سکے میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں
میرا رنگ روپ بگڑ گیا مرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اجڑ گیا میں اسی کی فصلِ بہار ہوں
میں نہیں ہوں نغمۂ جاں فزا مجھے سن کے کوئی کرے گا کیا
میں بڑے بروگ کی ہوں صدا میں بڑے دکھوں کی پکار ہوں

نہ تو میں کسی کا حبیب ہوں نہ تو میں کسی کا رقیب ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں

پئے فاتحہ کوئی آئے کیوں کوئی چار پھول چڑھائے کیوں
کوئی آ کے شمع جلائے کیوں میں وہ بے کسی کا مزار ہوں

بہادر شاہ ظفؔر

بہادر شاہ ظفؔر

ظفؔر مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار تھے۔ ان کی پیدائش ۲۴؍ اکتوبر ۱۷۷۵ء کو ہوئی۔ ان کا اصل نام مرزا ابوظفر سراج الدّین محمد تھا۔ ان کی تخت نشینی ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ ان کی وفات ۷؍ نومبر ۱۸۶۲ء کو رنگون کی جیل میں ہوئی۔

☆ یہ غزل ترنم کے ساتھ گائیں۔

☆ بتائیے۔ غزل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
گوشۂ مطالعہ کی مدد سے معلومات فراہم کریں اور نوٹ تیار کریں۔

☆ یہ غزل غور سے پڑھیے، پسندیدہ شعر چن کر اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆ بچّو ! ذیل کا شعر غور سے پڑھیں اور چرچا کر کے خیالات اظہار کریں۔

میرا رنگ روپ بگڑ گیا مرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اُجڑ گیا میں اسی کی فصلِ بہار ہوں

☆ گوشۂ مطالعہ کی مدد سے چند غزلیں جمع کر کے 'میرا گلشن' میں لکھیں
اور پسندیدہ غزل ترنّم کے ساتھ پیش کریں۔

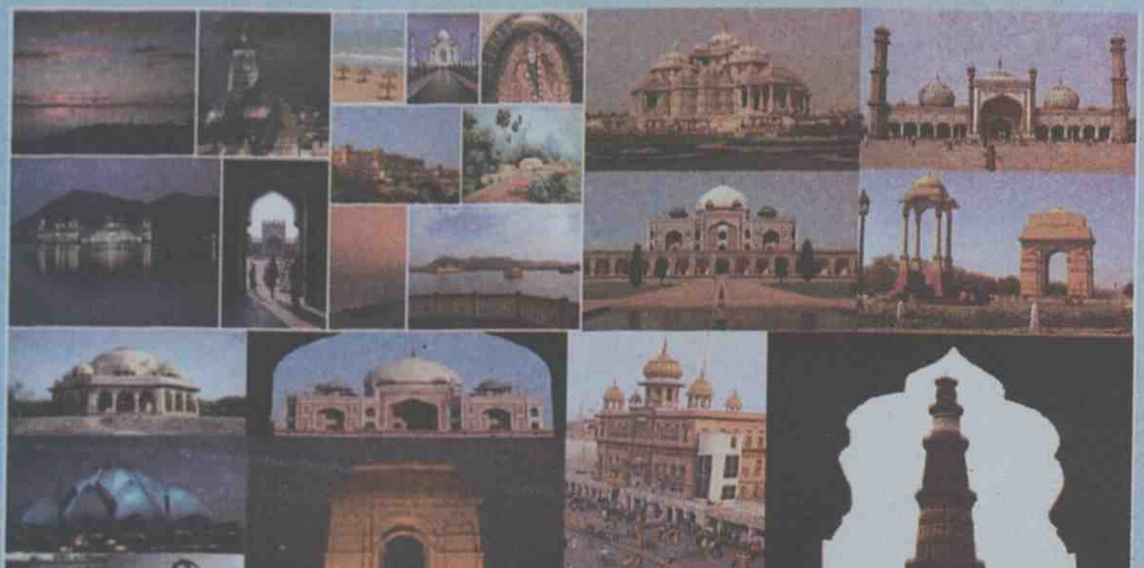

آخری چراغ

"واہ! واہ! کیا خوب پیش کش ہے انور بھیّا!"

"ٹھیک ہے۔ یہ غزل کئی مشہور گلوکاروں نے گائی ہے۔"

"یہ غزل میں ہی پیش کروں گی بھیّا۔"

"تم ضرور پیش کرو مہناز۔"

"تقریر تیار کرنے میں ضرور آپ کی مدد چاہیے، بھیّا۔"

"ٹھیک ہے ارجن۔ ہم نے ابھی جو غزل سنی ہے! وہ مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ

بہادر شاہ ظفرؔ کی ہے۔ وہ اردو کے ایک مشہور شاعر بھی تھے۔

ارجن ! یہ پڑھیے، ہمارے کالج کا نیا میگزین ہے۔ اس میں بہادر شاہ ظفرؔ کے بارے میں میرا ایک مضمون آیا ہے۔ تقریر کے لیے یہ آپ کے کام آئے گا۔"

سب مل کر تقریر کا نوٹ تیار کرنے لگے۔

ارجن سب کے سامنے تقریر پراکٹیس کرنے لگا۔

صدرِ محترم اور میرے پیارے دوستو، آداب !

بزمِ ادب کے اس سالانہ جلسے میں 'ہندوستان میں اردو' اس موضوع پر میں ایک چھوٹی سی تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ دوستو ! آپ جانتے ہیں کہ ہندوستانی تہذیب کی بنیاد ہی 'کثرت میں وحدت' پر ہے۔ ہمارے ہندوستان کی خصوصیت یہ ہے کہ مختلف نسل، مذاہب اور زبان کے لوگ گھل مل کر اتحاد اور امن کے ساتھ رہتے ہیں۔

ہندوستان کی اس مشترکہ تہذیب وتمدّن کے پھولنے پھلنے میں ہماری زبان اردو کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ زبان کی پیدائش ہی مختلف اقوام کے اتحاد اور میل ملاپ پر مبنی ہے۔ اس آسان اور میٹھی زبان نے جنگِ آزادی کے لیے بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ اس زبان کے بہت سے ادیبوں اور شاعروں نے ہمارے ملک کے اتحاد اور ترقی کے لیے اپنا خونِ جگر صرف کیا۔ سارے ہندوستانیوں کے لبوں پر مشہور شاعر ڈاکٹر علاّمہ محمد اقبالؔ کا یہ شعر اب بھی باقی ہے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی ، یہ گلستاں ہمارا

اردو اور ہندوستان کی تاریخ میں ہمیں مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفؔر کا نام ضرور یاد رکھنا ہوگا۔ ایک بادشاہ ہوتے ہوئے بھی انہوں نے فقیری کی زندگی اختیار کی تھی۔

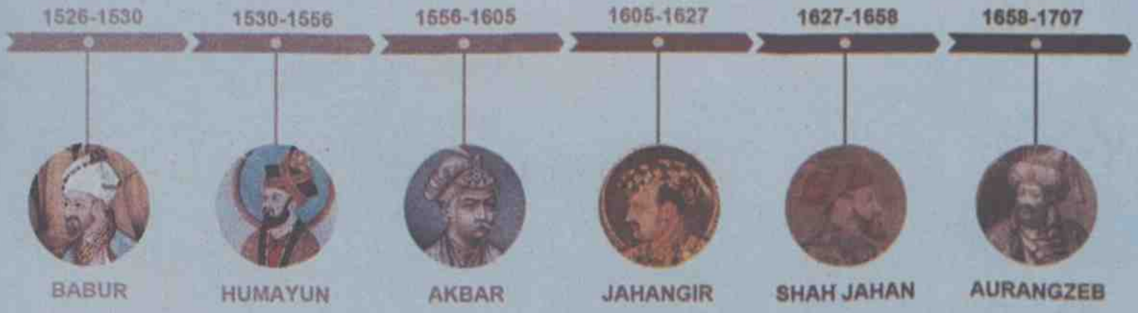

☆ مغلیہ سلطنت کے بادشاہوں کی تصویریں جمع کریں اور ان پر مختصر نوٹ تیار کریں۔

سَن ۱۸۵۷ء کو لال قلعہ کے دیوانِ خاص میں بھی جنگِ آزادی کے شعلے بھڑکنے لگے اور شاہی نعرے لال قلعہ کی چہار دیواریوں میں گونجنے لگے۔ عیش و آرام میں ڈوبے ہوئے شہزادوں میں بھی انقلاب کا جذبہ پیدا ہوگیا۔ ہند کا یہ بوڑھا سپاہی نئے جوش و خروش کے ساتھ میدانِ جنگ کی طرف بڑھا اور اس نے کہا کہ ''اے ہندوستان کے سپاہیو! اگر ہم سمجھیں تو آسانی سے دشمن کا خاتمہ کر کے اپنے وطن کو بچا سکتے ہیں۔''

انگریزوں نے سکھوں اور جاٹوں کی مدد سے بہادر شاہ ظفؔر کو شکست دی اور دہلی

پر قبضہ کرلیا۔ بادشاہ اپنی بیگم اور شہزادوں کے ساتھ ہمایوں کے مقبرے میں پناہ گزیں ہوئے۔ میجر ہڈسن نے ہمایوں کے مقبرے میں پہنچ کر بادشاہ کو بیگم بچے سمیت گرفتار کرلیا اور اس کے چاروں لڑکوں کو قتل کروایا۔

انگریزوں نے اس اسّی سالہ بوڑھے پر غدّاری اور فریب دہی کا مقدمہ چلایا اور آخر میں سزائے موت سنائی گئی، جسے بعد میں جلاوطنی میں بدل دیا گیا۔ ظؔفر نے قیدی بن کر لال قلعہ کو الوداع کہا اور پھر انھیں رنگون میں نظر بند کردیا گیا۔ جس کا اظہار ظؔفر نے اس شعر میں کیا ہے۔

کتنا ہے بدنصیب ظؔفر دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

دوستو! میں اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں یاد رکھنا ہوگا کہ اس ملک کی آزادی اور ترقی کے لیے بہت سے لوگوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ اس موقع پر ہمیں عہد کرنا ہوگا کہ دیس کی بھلائی اور بھائی چارگی بحال رکھتے ہوئے زبانِ اردو کی ترقی کے لیے ہم کوشش کرتے رہیں گے۔

جے ہند!!

☆ یہ تقریر غور سے پڑھیں اور فطری انداز میں پیش کریں۔

☆ بچو! ارجن کی تقریر میں اردو کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔
اردو کے بارے میں آپ کیا کیا جانتے ہیں؟ ایک تقریر تیار کر کے پیش کریں۔

☆ مغلیہ سلطنت کا دَور اردو کے لیے سنہرا زمانہ کہا جاتا ہے۔
کئی بادشاہ بڑے ادیب بھی تھے۔
بچو، آپ کتنے بادشاہوں کے بارے میں جانتے ہیں؟ ان کی فہرست تیار کیجیے۔
تصویریں جمع کر کے پسندیدہ کسی ایک پر نوٹ بھی لکھیں۔

☆ ''ہندوستانی تہذیب کی بنیاد 'کثرت میں وحدت' پر ہے۔''
بچو! اس قول پر آپ کے خیالات پیش کریں۔

آزادی کا سِپہ سالار

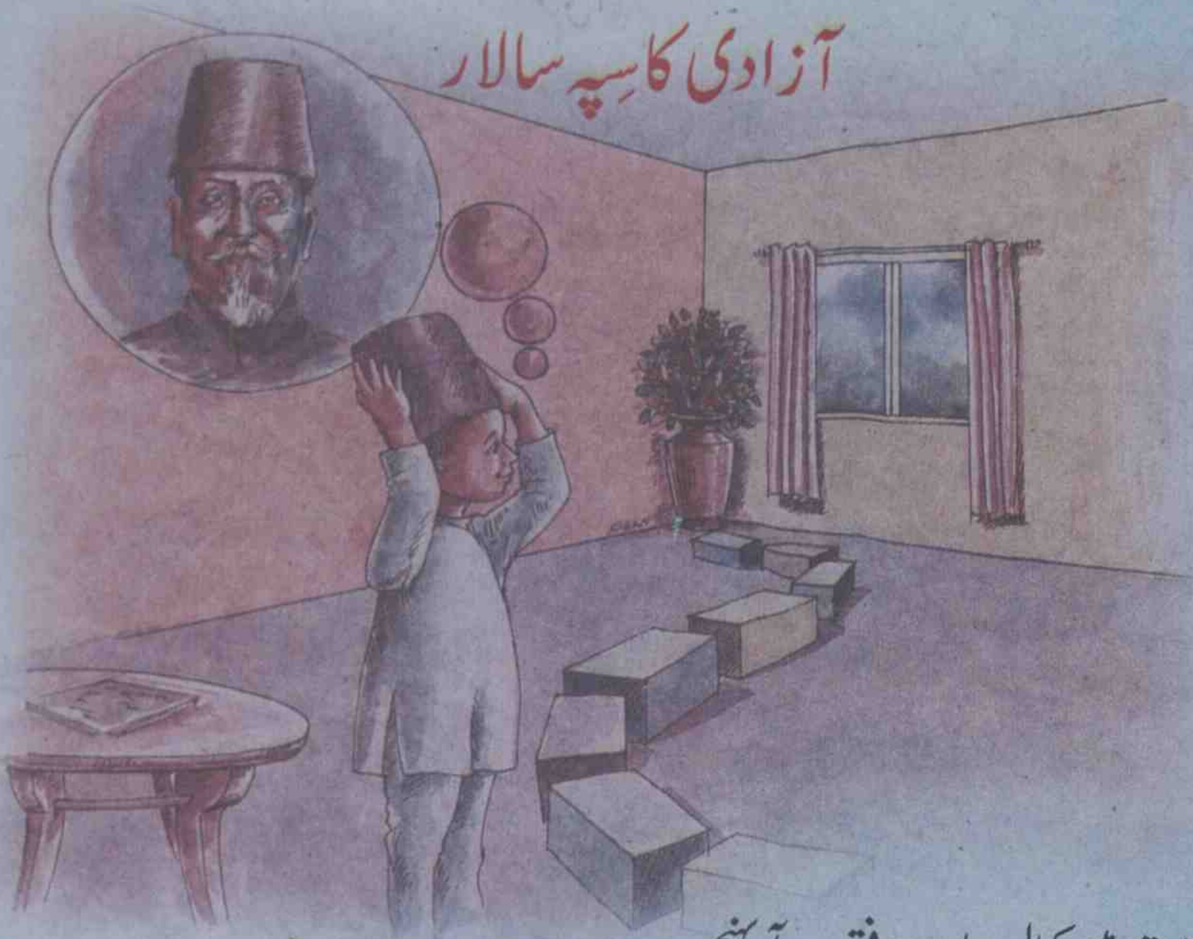

اتنے میں کمال صاحب دفتر سے آپہنچے۔

''آپ لوگ کیا کر رہے ہیں بیٹے؟''

''ابّا جان، اسکول میں بزمِ ادب کا پروگرام ہے۔ ہم اس کی تیاریاں کر رہے ہیں۔''

''ہاں، ہاں، ضرور کیجیے۔ میں بھی تمھاری مدد کروں گا۔''

امّی جان چائے لے کر آئیں۔ سب چائے پینے لگے۔

چچا جان! اردو ادب سے تعلق رکھنے والی تاریخی ہستیاں اور کون کون ہیں؟ ان کے بارے میں بھی ذرا بتائیے۔

☆ بچّو! بہت سارے اردو ادیبوں اور شاعروں نے ہندوستان کی جنگِ آزادی میں حصّہ لیا ہے۔ ان کے نام بتائیں۔

''ضرور ارجن بیٹے! ایسی بہت ساری شخصیتیں گزری ہیں۔ اب مجھے ایک عظیم شخصیت کی یاد آرہی ہے۔

''وہ مشہور ادیب اور مجاہدِ آزادی تھے، اچھے سیاست دان اور ماہرِ تعلیم بھی......''

کمال صاحب بڑے شوق سے بتانے لگے۔

سات آٹھ سال کی عمر کا ایک بچّہ عجیب انداز میں کھیل رہا تھا۔ کبھی وہ گھر کے صندوقوں کو ایک قطار میں رکھ کر کہتا کہ یہ ریل گاڑی ہے۔ پھر وہ اپنے والد کی پگڑی سر پر باندھ کر بیٹھ جاتا اور اپنی بہنوں کو ہدایت دیتا کہ وہ چلّا چلّا کر کہیں ''ہٹو، ہٹو، راستہ دو، دلّی کے مولانا آرہے ہیں۔''

اس کی بہنیں کہتیں کہ وہاں تو کوئی آدمی نہیں۔ وہ کس کو دھکّا دیں اور کس سے راستہ دینے کے لیے کہیں۔ اس پر بچّہ کہتا کہ ''یہ تو کھیل ہے۔ تم سمجھو کہ بہت سے لوگ مجھ کو اسٹیشن پر لینے آئے ہیں۔'' پھر وہ صندوق پر سے نیچے اُترتا اور آہستہ آہستہ قدم اُٹھا کر چلنے لگتا جیسے کہ بڑی عمر کے لوگ چلتے ہیں۔

کبھی وہ گھر میں کسی اونچی چیز پر کھڑا ہوجاتا اور اپنی بہنوں کو آس پاس کھڑا کر کے کہتا کہ وہ تالیاں بجائیں اور یہ سمجھیں کہ ہزاروں لوگ اس کے چاروں طرف کھڑے ہیں۔ اور وہ تقریر کر رہا ہے اور لوگ اس کی تقریر سن کر تالیاں بجا رہے ہیں۔ اس پر بہنیں کہتیں کہ سوائے دو چار کے وہاں اور کوئی موجود نہیں۔ اس لیے وہ کیسے سمجھ لیں کہ وہاں ہزاروں لوگ کھڑے ہیں؟ اس پر بچّہ کہتا کہ ''یہ تو کھیل ہے اور کھیل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔''

یہ کوئی معمولی بچّہ نہ تھا، کیوں کہ اس کے بچپن کا یہ کھیل جوانی میں حقیقت بن گیا۔

☆ بچّو! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ بچّہ کون ہے؟

جب لوگ اسے ایک بہت بڑا مقرر تسلیم کرنے لگے اور اس کے استقبال کے لیے ہزاروں اسٹیشنوں پر جمع ہونے لگے۔ دراصل وہ اپنے بچپن کے کھیل کھیلتے کھیلتے بہت بڑا عالم بن گیا تھا۔ یہ بچّہ کوئی اور نہیں بلکہ ہندوستان کی جنگِ آزادی کا سالار تھا، جو امام الہند کہلایا اور ہندوستانی قوم کے رہنما کی حیثیت سے مولانا ابوالکلام آزاد کے نام سے مشہور ہوا۔

مولانا ابوالکلام آزاد (۱۸۸۸-۱۹۵۸)

مولانا ابوالکلام آزاد کی پیدائش ۱۱ر نومبر ۱۸۸۸ء کو پاکیزہ شہر مکّہ میں ہوئی۔ ان کا نام محی الدّین احمد رکھا گیا۔ ان کی ادبی زندگی گیارہ بارہ سال کی عمر میں شروع ہوئی۔ پہلے وہ شاعری کرتے تھے، لیکن پھر نثر کی طرف مڑ گئے۔ آزاد ان کا تخلّص تھا۔ مولانا نے آزادی کی تحریک اور سماجی زندگی میں ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا۔ وہ آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ تعلیم بن گئے۔ مولانا آزاد کی یومِ پیدائش ہندوستان میں ''یومِ تعلیم'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ان کا انتقال ۲۲ر فروری ۱۹۵۸ء کو تاریخی شہر دہلی میں ہوا۔

☆ بچّو! مولانا ابوالکلام آزاد کی طرح ہمارے دیس کے اور بھی کئی مجاہدینِ آزادی ہیں۔ ان کی تصویریں جمع کریں۔ پسندیدہ ایک پر نوٹ تیار کریں۔

☆ بچّہ کہتا کہ ''یہ تو کھیل ہے اور کھیل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔''

بچّو! مولانا آزاد کی طرح آپ کے بچپن میں بھی کچھ واقعات پیش آئے ہوں گے! یاد کر کے اپنے الفاظ میں لکھیں۔

دل سے پیارا

"آپ کا بیان بہت اچھا لگا ہے، چچا جان!"

"شکریہ مرلن بیٹی۔"

"پروگرام کے دن ہم سب مل کر ایک قومی گیت بھی پیش کرنے والے ہیں۔

ذرا سن لیجیے ابّا جان۔"

سب مل کر گیت گانے لگے۔

یہ ہندوستاں ہے ہمارا وطن
محبت کی آنکھوں کا تارا وطن
وہ اس کے درختوں کی تیاریاں
وہ پھل پھول پودے وہ پھلواریاں
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

ہوا میں درختوں کا وہ جھومنا
وہ پتّوں کا پھولوں کا منہ چومنا
وہ ساون میں کالی گھٹا کی بہار
وہ برسات کی ہلکی ہلکی پھوار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ باغوں میں کوئل وہ جنگل میں مور
وہ گنگا کی لہریں وہ جمنا کا زور
اسی سے تو ہے زندگی کی بہار
وطن کی محبت ہو یا ماں کا پیار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

برج نارائن چکبست

برج نارائن چکبستؔ (۱۸۸۲-۱۹۲۶)

برج نارائن ایک کشمیری برہمن پنڈت تھے۔ چکبستؔ ان کا تخلّص تھا۔ وہ ۱۸۸۲ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ وہ اردو کے کامیاب نثر نگار اور مشہور شاعر تھے۔ ان کا مجموعۂ کلام 'صبحِ وطن' کے نام سے شائع ہوا۔ ان کا دل قومی درد سے لبریز تھا، جس کی جھلک ان کی نظموں میں پوری طرح ظاہر ہے۔ چکبستؔ کو ان کی قومی نظموں کی وجہ سے کافی شہرت حاصل ہوئی۔ وہ ایک تعلیم یافتہ، روشن خیال اور نیک انسان تھے۔ ۱۲ر فروری ۱۹۲۶ء کو ۴۴ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوگیا۔

☆ بچّو! یہ نظم ہم سب مل کر گائیں۔

☆ بچّو! یہ نظم مختلف طرزوں میں سنائیں۔

☆ بچّو! یہ نظم غور سے پڑھیں۔ شاعر نے ہمارے وطن ہندوستان کے بارے میں کیا کیا خیالات بیان کیے ہیں؟ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

☆ بچّو! نیچے دیے گئے اشعار کا مفہوم اپنے الفاظ میں پیش کریں۔

وہ باغوں میں کوئل وہ میں کے مور
وہ گنگا کی لہریں وہ جمنا کا زور
اسی سے تو ہے زندگی کی بہار
وطن کی محبت ہو یا ماں کا پیار

☆ بچّو! ہمارے دیس ہندوستان پر لکھے گئے مختلف قومی گیت ہیں۔
وہ جمع کریں اور پسندیدہ گیت ترنّم کے ساتھ پیش کریں۔

معیّن صلاحیتیں

☆ چھوٹی چھوٹی غزلیں سن کر اور پڑھ کر ترنّم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
☆ غزل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
☆ چھوٹی چھوٹی غزلیں پڑھ کر اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھنے کی صلاحیت۔
☆ چھوٹی چھوٹی غزلیں جمع کرنے اور ترنّم کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت۔
☆ 'ہندوستان میں اردو' کے موضوع پر چھوٹی چھوٹی تقریریں سن کر اور پڑھ کر مفہوم سمجھنے کی صلاحیت۔
☆ پسندیدہ موضوع پر چھوٹی تقریر تیار کرنے اور تقریر کرنے کی صلاحیت۔
☆ اردو اور ہندوستان کی تاریخ سے متعلقہ تصویریں جمع کرنے اور اس پر نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
☆ مغلیہ سلطنت کے بادشاہوں کی تصویریں جمع کرنے اور ان پر نوٹ تیار کرنے کی صلاحیت۔
☆ قومی گیت، نظمیں وغیرہ مختلف طرزوں میں پیش کرنے کی صلاحیت۔
☆ قومی گیت، نظمیں وغیرہ پڑھ کر مفہوم سمجھنے اور اپنے الفاظ میں لکھنے کی صلاحیت۔

فرہنگ

اپلا : Dung-cake, ചാണക വറളി

اٹکانا : Stop hider, അടിഞ്ഞുകൂടുക

اثنا : درمیاں، Interval, Middle, ഇടയിൽ

احاطہ : Compound,

ارہر : A kind of pulse, തുവരപ്പരിപ്പ്

ازل : ابتدا، Beginning, ആരംഭം

اعلان : Announcement, വിളംബരം

افسردہ : اُداس، Dejected, ദുഃഖിതൻ

اکٹھا کرنا : Collect, ശേഖരിക്കുക

الاؤ : انگیٹھی، Bonfire, തീക്കൂന

انتظار کرنا : Waiting, പ്രതീക്ഷിക്കുക

انجان : Unknown, അജ്ഞാതം

انگڑائی لینا : Yawn, മൂരിനിവരുക

اوکھ : گنا، پونڈا، Sugar cane, കരിമ്പ്

اَوسان درست ہونا : ആശ്വാസമാവുക

اُجاڑنا : برباد کرنا، Destroy, നശിപ്പിക്കുക

آبرو : عزّت، فخر، Honour, അഭിമാനം

آمدنی : Income, വരുമാനം

آندھی : Dust storm, കൊടുങ്കാറ്റ്

آہٹ : پاؤں کی آواز، Foot fall, പദനിസ്വനം

باٹورے : بانٹ لو، Distribute, വീതിച്ചോളൂ

بٹورنا : جمع کرنا، Collect, ശേഖരിക്കുക

بدنما : بدصورت، Ugly, വിരൂപി

بروگ : جدائی، Seperation, വേർപാട്

بھاری جسم لیے: വിഷമത്തോടെ

بھٹکنا : Miss the right path, വ്യതിചലിക്കുക

بھڑکنا : غصہ ہونا، Flare up, ദേഷ്യപ്പെടുക

بیدار کرنا: Alert, Awake, ബോധവത്കരിക്കുക

بیساکھی : Crutch, താങ്ങുവടി

بے تکلف: بے ساختہ، Informally

پاٹیں گے : پار کریں گے، മുറിച്ചുകടക്കും

پازیب : Leg chain, പാദസരം

پپیہا : Hornbill, വേഴാമ്പൽ

پرال : بھُس، Husk, Chaff, തവിട്

پکّا : Confirmed, വിളഞ്ഞ

پگڑی : عمامہ، Hat, തലപ്പാവ്

پنجہ : کف، Openhand, കൈപ്പടം

پونچھیں گے : پونچھیں گے، Wipe, Clean, തുടക്കും

پوس کی رات : മകരമാസ രാത്രി

پھلواری : باغیچہ، ചെറുപൂന്തോട്ടം Small garden

پُھوار : ہلکی ہلکی بارش، ചാറ്റൽമഴ, Drizzle

پیریں گے: بوئیں گے، محنت کریں گے

پیکر : ڈھانچہ، രൂപം, Embodiment

تابہ کہ : کب تک، ഏതു വരെ

تبسم : مسکراہٹ، പുഞ്ചിരി, Smiling

تجربہ : അനുഭവം, Feelings

تدبیر : تجویز، حکمت، നയം, Policy

تسلیم کرنا : ماننا، അംഗീകരിക്കുക, Agree

تسلّی دینا: بہلانا، Console,

تلاطم : കൊടുങ്കാറ്റ്, Storm, Dashing

تلخ گھڑیاں: കൈപ്പേറിയ നിമിഷങ്ങൾ

تنگ آنا : മടുക്കുക, Fedup

توازن : സന്തുലനം, Balancing

تہہ خانہ : Under ground,

تھانے دار: Inspector,

تھکی ہاری: ക്ഷീണിച്ചവശനായ, Tired

جاں فزا : دل خوش کرنے والا، Delight pleasure,

جرمانہ : പിഴ, Penalty

جرم : الزام، കുറ്റം, Crime

جگمگانا : چمکنا، മിന്നുക, Glitter

جلا وطن کرنا: നാടുകടത്തുക, Exile, Banish

جلوہ : رونق، ശോഭ, Splendid

جھاڑ جھکولے: درخت، വൃക്ഷം

جھجھاہٹ: چمک، Glitter

جھوٹن : അവശിഷ്ടം, Waste

جھپٹنا : جھپٹنا، Attack suddenly, Swoop,

چٹانان : چٹانیں، പാറക്കല്ലുകൾ, Rocks

چرندہ : നാൽക്കാലി, Grazing Animal

چغلی خور : Back biter, പരദൂഷകൻ

چلم بھرنا : ചെല്ലം നിറക്കുക, Fill hookabbow

چمٹانا : Embrace, ആലിംഗനം ചെയ്യുക

چہل قدمی: ഉലാത്തൽ, Walk, Stroll

چھاتی : سینہ، നെഞ്ച്, Chest

چھانٹیں گے : تلاش کریں گے، അന്വേഷിക്കും

چھان بین: അന്വേഷണം, Enquiry

چھلنا : ചെത്തുക, Scratch

حاجت : ضرورت، ആവശ്യം, Need

حالِ زار : ശോച്യാവസ്ഥ, Weeping condition

حرارت : گرمی، ഉഷ്ണം, Hot

حسرت : تمنّا، ആഗ്രഹം, Regret

حمام : കുളിപ്പുര, Bath room

حمیت : ആത്മാഭിമാനം, Sense of honour

حوض : ജലസംഭരണി, Reservoir, Tank

حیاتیاتی کھاد: ജൈവവളം, Bio-manure

خاتمہ : انجام، End, പര്യവസാനം

خزاں : Autumn, ശരത്കാലം

خلق : عادت، خصلت، Behaviour, സ്വഭാവം

خوشامد : Flattery, മുഖസ്തുതി

خیرات : مفت، Alms, Free, സൗജന്യം

داخل ہونا : To enter, പ്രവേശിക്കുക

دالان : برآمدہ، Varanda, വരാന്ത

دشت : جنگل، Forest

دفعتاً : اچانک، Suddenly, പെട്ടെന്ന്

دفن کرنا : Burry, മറവ് ചെയ്യുക

دور ہٹنا : അകന്നുനിൽക്കുക

دھکا دینا : Jostle, Push, തള്ളുക

دیار : شہر، Country, Region, പട്ടണം

دیر لگانا : Late, വൈകുക

دیرینہ : پرانا، Old, പഴയ

دیوانِ خاص : Cabinet privy council,

ڈبڈبانا : Fill with tears, കണ്ണീരണിയുക

ڈھلنا : تبدیل ہونا، Change, മാറുക

ذمہ داری : Responsibility, ഉത്തരവാദിത്വം

رشوت : Bribe, കൈക്കൂലി

رطوبت : تری، نمی، Moisture,

رقیب : حریف، Rival, പ്രതിയോഗി

رکاوٹ : Obstacle, തടസ്സം

رنجیدگی : رنجش، اُداس، Sadness, ദുഃഖം

رنگے ہاتھ : Red handedly തൊണ്ടിസഹിതം

روبرو : آمنے سامنے، Face to face, മുഖാമുഖം

رہائی : نجات، Release, മോചനം

زار زار رونا : Bitterly Weep, തേങ്ങിക്കരയുക

زہریلا : Poisonous, വിഷമയം

سر آنکھوں پر : More respect, സസന്തോഷം

سرسری نظر : Skipping view, കണ്ണോടിക്കുക

سڑی چیز : Rotten, അഴുകിയ വസ്തു

سلائی : Stitching, തുന്നൽ

سمت : جانب، Direction, ദിശ

سہلانا : مس کرنا، Rub gently, തടവുക

سیارہ : Planet, ഗ്രഹം

سپہ سالار : Commander in chief,

سُست : Skulker, Shirker, മടിയൻ

شانہ : کندھا، Shoulder, ചുമൽ

شائع شدہ : Published,

شگون : Omen, ശകുനം

شیشہ : Glass,

ضد کرنا : Stubbornness, ശാഠ്യം പിടിക്കുക

طاق : Recessin wall, പഴുത്

عطرفروش : Perfume seller, സുഗന്ധ വ്യാപാരി

عوامی صحت : Public Health, പൊതുജനാരോഗ്യം

عیش پسند : آرام پسند، സുഖലോലുപൻ

غائب : اوجھل، Invisible, അദൃശ്യം

غرق : ڈوب، Drowning, മുങ്ങൽ

غول : گروہ، Group, സംഘം

فالتو زمین : بے کار زمین، Waste land, പാഴ്ഭൂമി

فروخت : Selling, വിൽപന

فصل کٹائی : Cut crop, വിളവെടുപ്പ്

فقرہ : Sentence, വാക്യം

فوری دوا : പ്രാഥമിക ഔഷധം

قابو میں پانا : Under control, നിയന്ത്രിക്കുക

قحط : Drought, ക്ഷാമം

قرار : چین، Rest, സ്വസ്ഥത

قطرہ : بوند، Drop, തുള്ളി

قلت : کمی، Shortage

کاٹورے : کاٹ لو، Cut, കൊയ്തോളൂ

کثرت میں وحدت : Unity in diversity,

کلائی : Wrist, കൈക്കുഴ

کلیجہ : Liver, കരൾ

کمبخت : Scoundrel, കുരുത്തംകെട്ടവൻ

کھٹولا : چھوٹا پلنگ، കട്ടിൽ

کھیتاں : کھیتیاں، Field, കൃഷിയിടം

کیفیت : Situation, അവസ്ഥ

کیمیائی کھاد : Chemical manure, രാസവളം

گاڑھا : Thick, കട്ടിയുള്ള

گردن چھوٹنا : ബാധ്യത ഒഴിവാക്കുക

گردن : Neck, കഴുത്ത്

گروی : Martigage, പണയം

گڑھا : Pit, കുഴി

گلہ : شکوہ، Complaint, പരാതി

گواہ : Witness, സാക്ഷി

گھٹنا : Knee, കാൽമുട്ട്

گڑھا کھودنا : Digging a pit, കുഴിക്കുക

گھونٹنا : دبانا، Press, അമർത്തുക

لاثانی : Matchless, അതുല്യം

لاچار : Helpless, നിരാലംബൻ

لاش : Dead body, മൃതശരീരം

لبریز : بھرا ہوا، Filled, നിറഞ്ഞ

لٹنا : برباد ہونا، Loot, നശിക്കുക

لڑکھڑانا : Stagger, ഇടറുക

لمحات : Seconds, നിമിഷങ്ങൾ

لہجہ : Style, ശൈലി

لیٹنا : Lay down,

لو : Flame, നാളം

مچلنا : Wring, കുതറുക

مچھندر : Person with large moustache, കൊമ്പൻമീശക്കാരൻ

مچھیرا : Fisher man, മുക്കുവൻ

مرحبا : خوش آمدید، خیر مقدم، Welcome

مرمّت : Repair, അറ്റകുറ്റപ്പണി

مروّت : رحم دلی، Kindness, Favour, ദയ

مزار : Tomb, ശവകുടീരം

مسائل : Problems, പ്രശ്നങ്ങൾ

مسرّت : خوشی، شادمانی، Happy, സന്തോഷം

مشترکہ تہذیب : സമ്മിശ്ര സംസ്കാരം

مشتِ غبار : Hand full of dust, ഒരുപിടി മണ്ണ്

مصائب : Difficulties, പ്രയാസങ്ങൾ

مضمحل : کمزور، Fatigued, അവശൻ

مقالہ : Article, പ്രബന്ധം

مقدّس : Holy, പവിത്രം

مقرّر : Orator, പ്രസംഗകൻ

ملاوٹ : Adulteration, മായം

ممکن : Possible, സാദ്ധ്യം

منحوس : Unlucky, അവലക്ഷണം

منعم : دولت مند، Beneficent, ഉദാരമതി

منوانا ... م کرانا പ്രീണിപ്പിക്കുക

منہ موڑنا : മുഖം തിരിക്കുക

موچی : ചെരുപ്പുകുത്തി

موڑیں گے : مڑیں گے، Divert, തിരിക്കും

مونچھ : Moustache, മീശ

میسر ہونا : ملنا، Get, കിട്ടുക

میل ملاپ : دوستانہ، Fimiliarity, യോജിപ്പ്

میل : Dirt, അഴുക്ക്

نازنین : دلفریب، Attractive, മനംകവരുന്ന

نبض : Pulse, പ്രാഥമികൗഷധം

نشر کرنا : Transmit, സംപ്രേഷണം ചെയ്യുക

نظر بند : قید میں رکھنا، Kept in prison,

نوے : نئے، New

نہر : Canal, ജലാശയം

نھائی نھاٹنا : کمانا، Earn, സമ്പാദിക്കുക

نیل گائے : കാട്ടുപശു

وبائی امراض : പകർച്ചാവ്യാധി

وراثت : Inheritance, അനന്തരസ്വത്ത്

وقار : شان و شوکت، Dignity, പ്രൗഢി

ولولہ : جوش، Enthusiasm, ആവേശം

ہٹا کٹا : موٹا تازہ، Stout, തടിമാടൻ

ہجر : جدائی، Seperation, വേർപാട്

بچوں کے حقوق

- گفتگو کرنے اور اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کی آزادی کا حق۔
- جان اور شخصی آزادی کی حفاظت کا حق۔
- لاپرواہی اور غفلت سے بچنے کا حق۔
- اپنی تہذیب کو جاننے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی کا حق۔
- ذات پات، مذہب، طبقہ، رنگ کے خیالات سے قطع نظر ہر ایک سے عزت و احترام پانے کا حق۔
- دماغی جسمانی اور جنسی ایذا رسانی سے تحفظ اور احتیاط برتنے کا حق۔
- بچہ مزدوری اور خطرناک کام کاج سے چھٹکارا پانے کا حق۔
- مفت اور لازمی تعلیم حاصل کرنے کا حق۔
- وجود اور مکمل نشوونما کا حق۔
- حصہ داری کا حق۔
- بچپن کی شادی سے حفاظت کا حق۔
- کھیلنے اور پڑھنے کا حق۔
- ایسے خاندان وسماجی ماحول میں پرورش پانے کا حق جس میں پیار و محبت وحفاظت ہو۔

چند اہم ذمہ داریاں

- اسکول اور عام انتظامات وغیرہ کی حفاظت کرنا۔
- اسکول اور تعلیمی سرگرمیوں میں پابندی سے حصہ لینا۔
- اسکول کے حکام، اساتذہ، والدین اور اپنے ہم جماعتوں کی عزت و احترام کرنا اور انہیں ماننا۔
- ذات پات، مذہب، طبقہ، رنگ کے خیالات سے قطع نظر دوسروں کی عزت و احترام کرنے اور انھیں ماننے کے لیے تیار ہونا۔

پتہ

کیرالا سمستانہ بالاوکاشہ سمرکشنہ کمیشن
'سری گنیش' ٹی۔سی 2036/14وان روس جنکشن
کیرالا یونیورسٹی (پی،او) تروونتاپورم04712326603
ای میل:childrights.cpcr@kerala.gov.in, rte.cpcr@kerala.gov.in
ویب سائٹ:www.kescpcr.kerala.gov.in
چیلڈ ہیلپ لائن 1098 کرائم اسٹوپر1090 نربھیہ 18004251400
کیرالا پولیس ہیلپ لائن0471-3243000/44000/45000

Online R. T. E Monitoring : www.nireekshana.org.in

KERALA RE

URDU

STANDARD IX

State Council of Educational Research and Training (SCERT)
Vidyabhavan, Poojappura, Thiruvananthapuram
Kerala-695 012. Website www.scert.kerala.gov.in
e-mail scertkerala@gmail.com

KBPS Printed by the Chairman & Managing Dire
Kerala Books and Publications Soc
(An Undertaking of the Government of Ke
Kakkanad, Kochi-682 0